REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. P. 67.

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ــــ ۲۲
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ ــــ ۴

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۹ ذوالحجہ ۱۳۹۲ ہجری — ۲۵ صلح ۱۳۵۲ ہش — ۲۵ جنوری ۱۹۷۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۸ صلح کو تنزانیہ سے آنے والے مہمان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جلسہ سالانہ ربوہ سے قبل بھی فلو کی تکلیف رہی ۔ جلسہ کے دنوں میں طبیعت بحمد اللہ اچھی رہی لیکن جلسہ میں غیر معمولی معروفیت اور طبیعت کی کمزوری کے سبب جلسہ کے بعد پھر فلو کی تکلیف ہوگئی ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ ، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین ۔

★ ــ ربوہ میں جلسہ کے کافی روز قبل سے فلو کی عام وبا رہی ہے جلسہ کے دن خیریت سے گذرے بڑی عمر کے افراد کی نسبت چھوٹے بچے اس عارضہ کا زیادہ شکار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے دوسرے مرکز میں رہنے والے تمام افراد کو ہر قسم کی بیماریوں اور تکالیف سے محفوظ رکھ کر خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دیتا چلا جائے آمین ۔

قادیان ۲۳ صلح ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدُ للہ ۔

★ ــ اترسوں قادیان اور اس کے مضافات میں شدید بارش اور ہلکی ژالہ باری بھی ہوئی جس سے سردی کی شدت بڑھ گئی ۔ اس بارش کو فصلوں کے لئے مفید بتایا جا رہا ہے ۔ بخت سردی کے مضر اثرات سے اللہ تعالیٰ سب احباب کو محفوظ رکھے اور سب جگہ برکت کے سامان کرے آمین ۔

جماعتِ احمدیہ لندن کے زیرِ اہتمام

غیر ممالک کے سفرائے کرام کی خدمت میں قرآنِ مجید کی پیش کش!

از مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم ۔ اے نائب امام مسجد فضل لندن

اسلام کا پیغام ہر فردِ بشر کے لئے ہے خواہ وہ بڑے رتبے کا ہو یا کم کا ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوشش کی جاتی ہے کہ ہر طبقہ میں اسلام کا پیغام پہنچے ۔ چنانچہ ماہ دسمبر ۱۹۷۲ء میں تبلیغ کی عمومی مساعی کے علاوہ محترم امام صاحب نے خاص طور پر یہ پروگرام بنایا کہ برطانیہ میں غیر ممالک کے سفراء سے ملاقاتیں کی جائیں ۔ اور ان کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا جائے ۔ نیز جماعت کی مساعی سے روشناس کرایا جائے ۔ چنانچہ ایک ماہ کے عرصہ میں سات ممالک کے سفراء سے ملاقات کی گئی ۔

مورخہ ۱۱ دسمبر کو محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن ۔ محترم جناب عبدالوہاب بن آدم صاحب ۔ محترم جناب محمد اسلم صاحب جاوید اور خاکسار نے برطانیہ میں سیرالیون کے ہائی کمشنر صاحب سے ملاقات کی ۔ ہائی کمشنر موصوف جماعت کی مساعی سے بخوبی واقف تھے اور بعض سرکردہ احمدی احباب سے ذاتی طور پر متعارف تھے ۔ برطانیہ میں جماعتی مساعی کا حال سن کر آپ نے خوشی کا اظہار کیا ۔

مورخہ ۱۳ دسمبر کو محترم جناب امام صاحب نے برطانیہ میں مراکو کے سفیر کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا ۔ نیز آپ کو برطانیہ اور دیگر ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی سے آگاہ کیا ۔

مورخہ ۱۴ دسمبر کو تنزانیہ کے ہائی کمشنر صاحب کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا ۔ اس موقع پر محترم ہائی کمشنر صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی ۔ محترم جناب امام صاحب نے مشرقی افریقہ کے احمدیہ مشنوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ۔

مورخہ ۱۹ دسمبر کو برطانیہ میں الجیریا کے سفیر سے ملاقات کی گئی ۔ محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن نے قرآن مجید اور اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا ۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اسلامی کتب میں لندن مشن کی مطبوعات کے علاوہ کتاب "AFRICA SPEAKS" جو حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے دورہ مغربی افریقہ کے اخباری تراشوں پر مشتمل ہے بھی شامل ہوتی ہے ۔ اور یہ کتاب سفرائے کرام کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوتی ہے ۔

مغربی جرمنی کے سفیر سے ملاقات ۱۹ دسمبر کو ہوئی ۔ قرآن مجید اور اسلامی کتب کا تحفہ آپ نے بہت احترام سے وصول کیا اور محترم امام صاحب کی خدمت میں اپنی طرف سے ایک قیمتی کتاب بطور تحفہ پیش کی ۔ یہ امر ہمارے لئے بے حد خوشی کا موجب ہوا کہ سفیر موصوف باوجود جرمن ہونے اور عربی زبان سے ناواقف ہونے کے کلمہ طیبہ کمال روانی سے پڑھ سکتے تھے ۔

مورخہ ۲۰ دسمبر کو آئیوری کوسٹ کے سفیر صاحب سے اور ۲۸ دسمبر کو ملیشیا کے ہائی کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ ان سب مواقع پر محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن کے ہمراہ محترم جناب عبدالوہاب بن آدم صاحب اور خاکسار بھی موجود تھے ۔

محترم امام صاحب نے ان سب سفراء کرام کو لندن مشن آنے کی دعوت دی ۔ امید ہے کہ بہت جلد یہ سفرائے کرام کسی موقع پر مسجد تشریف لائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سب ملاقاتیں بہت مفید اور کامیاب رہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو لوگ قرآنِ شریف کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے

" اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآنِ شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے ۔ جو لوگ قرآنِ شریف کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے .... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے ۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے ۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو ۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو ۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو ۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں ۔ یہی بات سچ ہے ۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں ۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے "

(کشتی نوح)

چندہ وقفِ جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے وقفِ جدید کے سولہویں (۱۶) سال کے آغاز کا اعلان فرما دیا ہوا ہے ۔ احباب جلد سے جلد اپنے وعدہ جات بھجوا کر ادائیگی کی طرف بھی متوجہ ہوں ۔

(انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ صلح ۱۳۵۲ ہش

یومِ جمہوریّت ہند

ہندوستان میں جمہوری نظام رائج ہے۔ جمہوریّت کے متعلق کہا گیا ہے Government of the people, on the people, for the people. جمہور کی حکومت، جمہور پر، جمہور کے لئے۔ جمہوری نظام میں عوام ہی سیاسی طاقت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ عوام کے ووٹوں سے منتخب نمائندے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے اور ان کی منشاء کے مطابق ملکی نظام وضع کرتے اور قواعدِ ضروریہ کا نفاذ عمل میں لاتے ہیں۔ چونکہ حکومتی کارندے اسی ملک کے سپوت ہوتے ہیں اس لئے ان سے توقع یہی ہوتی ہے کہ وہ پُرخلوص جذبہ حب الوطنی اور قومی درد کے ساتھ ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کریں اور ممکنہ وسائلِ ملکی کو کام میں لاتے ہوئے ہر باشندے کی واجبی ضروریات کو پورا کرنے کی سعی کرتے رہیں گے۔ جس طرح سامنے رکھا لذیذ کھانا بھی یکدم حلق سے نہیں اُتارا جا سکتا بلکہ ہوشمند آدمی نوالہ نوالہ کرکے اور پھر اچھی طرح سے چبا چبا کر حسبِ خواہش کھاتا ہے۔ اسی طرح ملک کی مجموعی ترقی بھی اسی تدریج کا تقاضا کرتی ہے۔

کسی بھی ملک کے باشندوں کو ایک طرف تقریر و تحریر کی آزادی ہو۔ ملک کے کسی بھی حصہ میں آنے جانے۔ جائداد خرید کرنے یا کاروبار چلانے۔ معاشی جدوجہد جاری رکھنے۔ مذہبی اور معاشرتی فلاح و بہبود کو حاصل کرنے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بغیر روک ٹوک ترقی کرنے کے مواقع میسّر ہوں اور دوسری طرف ملک واسی بھی پُرخلوص جذبہ، سچّی لگن اور سخت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض کو بجا لا رہے ہوں، اس ملک کے جلد ترقی پا جانے اور افراد کے خوشحال بن جانے میں کوئی شک نہیں۔

انسان مدنی الطبع واقع ہؤا ہے۔ وہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل جُل کر زندگی بسر کرنے کا عادی ہے۔ لفظی معنوں کے رُو سے "انسان" باہمی اُنس کا تقاضا کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ بنی نوع کے ساتھ رہنے سہنے میں اُنس و محبّت کا یہ پاکیزہ جذبہ نہ صرف برقرار رہے بلکہ ہر قدم پر اس میں نکھار پیدا ہوتا رہے۔ یہ صورتِ حال اسی وقت صحیح معنوں میں منصّۂ شہود میں آسکتی ہے؛ جب ہر ملک واسی حقوق و فرائض کے دائرہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اور پھر دل و جان سے ان حدود کی محافظت کرے۔ اپنے ذمّہ واجبی فرائض ادا کئے بغیر محض حقوق مانگتے چلے جانا دو پہیّے والی گاڑی کے ایک پہیّے کو ناکارہ بنا دینے کے مترادف ہے۔ یا یوں کہیئے کہ اچھا بھلا صاحبِ عقل و خرد تندرست انسان ایک ہی ٹانگ پر چلنے کے لئے اصرار کرے۔ نہیں صاحب آپ کو تیز رفتاری کے لئے اور باوقار چال کے لئے دونوں ٹانگوں پر چلنا ہوگا۔ اگر آپ کو دوسرے سے حقوق طلب کرنے کا حق حاصل ہے تو اس مطالبہ سے قبل سو بار اپنے فرائض کی ادائیگی پر بھی غور کیجئے۔ یہ ون وے ٹریفک کیا ہوئی ——— ؟

ہمارے ملک میں جمہوری نظام سے فوائد تو ہر باشندے کو حاصل ہو رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے حقوق طلبی کا بازار تو گرم ہے لیکن ادائیگی فرض کا جذبہ ماند پڑتا جا رہا ہے۔ شکایتوں کے انبار لگ رہے ہیں۔ لیکن محنت سے جی چُرانے کی عادت عام ہونے لگی ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اُسے زیادہ سے زیادہ منافع ملتے چلے جائیں لیکن اس کی اپنی مٹھی بند رہے۔ اس کا اپنا کیسا بھرپور رہے اپنے ہاتھ سے کچھ دینا نہ پڑے۔ سب لوگ اس کے گرد گھومیں مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہ سرکے۔ دُنیا کا دھندا دُوررس نتائج کے لحاظ سے اس طریق سے چل نہیں سکتا۔ دوسرا آپ کے لئے خون پسینہ ایک کرے تو آپ بھی اپنے حقوق کی ادائیگی سو فیصد کریں۔ اپنی ہی بات منوانے کے لئے آج ہڑتالوں کا بازار گرم ہے۔ اخباروں کی ہڑتال کبھی نہ سُنی تھی۔ مگر پنجاب کے صوبہ میں ۵۰ دن لگاتار یہ مشغلہ بھی جاری رہا۔ چونکہ ہمارا اخبار ایک مذہبی اخبار ہے، خدا کا شکر ہے کہ اس میں ناغہ نہیں آیا۔ جالندھر سے شائع ہونے والے روزانہ اخبارات اس کی زد میں آتے رہے۔ آجر اور اَجیر کے جھگڑے اٹھ رہے ہیں۔ گھیراؤ کئے جاتے ہیں۔ چلتے کام معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ یومِ جمہوریت کے موقعہ پر سنجیدگی سے اس بات پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری دانست میں اس کی اصل وجہ فرائض کی عدم ادائیگی ہے۔ ایک آدمی کا فرض دوسرے کا حق ہے۔ یہ ساری کشمکش کسی نہ کسی پہلو سے حقوق کی پامالی کے سبب جاری ہے۔ جب فرائض کی ادائیگی سے غفلت ہوتی گئی تو حق دار کا حق لامحالہ اثر انداز ہؤا۔ ایسا کرکے کوئی بھی حب الوطنی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی نوع کے جھگڑوں پر جس قدر اجتماعی قوت برباد ہو رہی ہے کیا اچھا ہو ملک کی تعمیر و ترقی میں صرف ہو۔ تب ہر شخص اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے جمہوریّت سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو ——— !!

خود غرضی مطلب پرستی تمام جھگڑوں کی جڑھ ہے۔ یہ ایسی دیمک ہے جو حبّ قومی کے عصا کو اندر ہی اندر چاٹتی چلی جاتی ہے۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے ایثار و قربانی کے وصف سے مالا مال کیا ہے۔ ہر جگہ ایسے شریف النفس لوگ ضرور موجود ہیں جنہیں ایثار و قُربانی کا مجسمہ کہنا چاہیئے۔ جب تک یہ نمونہ عام نہ ہو اس وقت تک خاطر خواہ نتائج کی امید فضول ہے۔ حرص اور لالچ کا پیٹ اس قدر وسیع اور چوڑا ہے کہ بھرتے نہیں بھرتا۔ مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی تو فرمایا ہے کہ ابنِ آدم کے حریص اور لالچی منہ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اگر ایک وادی سونے کی کسی لالچی کو ملکیت میں دے دی جائے تو بھی وہ اس پر مطمئن نہ ہوگا۔ اور دوسروں کی طرف للچائی نگاہیں اٹھائے گا۔ یہ قناعت ہی ہے جو انسان کو سیر چشمی کی دولت سے مالا مال کرتی اور ایثار و قربانی کے قابل قدر جذبہ کو فروغ پانے میں مدد دیتی ہے۔ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لئے ایثار و قربانی کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ دونوں انسانیت کا حُسن ہیں۔ اور شریف آدمی کا پُرکشش زیور ——— !!

کارخانہ داروں اور مزدوروں کی آویزش تو سمجھ میں آسکتی ہے اور اُن کی بے اطمینانی پھر بھی قابلِ تسلیم ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے عزیز طالب علم جن کی عمر کا یہ قیمتی وقت صرف اور صرف طلبِ علم میں لگنا چاہیئے وہ بھی ہڑتالوں کی نذر ہونے لگا ہے۔ نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی کہلاتے ہیں۔ مستقبل میں قوم کا تمام بوجھ انہیں پر پڑنے والا ہے۔ وہ مستقبل کے قومی نیتا ہیں۔ اُن کی عمر کا یہ حصہ اُن کی زندگی کو بنانے والا ہے۔ یہ بچے ہم سب کے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ہی اس بات کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا ہے کہ آخر ان ہڑتالی بچوّں کے والدین کو اپنے بچوں کی عزیز عمروں کا خیال کیوں نہیں آتا۔ وہ کیوں بے قابو ہوئے جاتے ہیں؟ پچھلے دنوں پنجاب میں ایک عجیب قسم کے خفیف سے مطالبہ کی آڑ میں تین ماہ لگاتار کالج بند رہے۔ بتائیے! کس کا نقصان ہؤا؟ اُن کی عمروں کے تین ماہ جو اکارت گئے یہ واپس نہیں آسکیں گے۔ آزادی اور جمہوریت کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر شخص من مانی کرتا پھرے۔ آزادی ایک بڑی نعمت ہے۔ لیکن مطلق العنانی بھی تو نہیں چاہیئے انسان خواہ کیسا ہی زور آور کیوں نہ ہو بعض قسم کی حدود میں ہی رہنا ہوگا۔ سٹیم کتنی طاقتور ہے، بڑی بڑی مشینوں کو حرکت میں لے آتی ہے۔ لیکن توانائی اسے بند کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ تعلیم کے میدان میں ہمارا ۳۲ سالہ ذاتی تجربہ ہمیں اسی نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ طالبِ علم کو زمانۂ طالب علمی میں صرف اور صرف طلبِ علم ہی کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ ایک طالب علم کا کام ہے وقت پر پڑھے وقت پر کھیلے اور وقت پر سوئے۔ اس کے بس یہی تین کام ہیں۔ اور تینوں ہی بڑے ضروری اور لازمی ہیں۔ جب عملی زندگی شروع ہو تو شوق سے دوسرے دھندوں میں پڑیں۔ تب وہ زیادہ پختہ کار بن چکے ہوں گے۔ اور ان کا وجود ملک و ملت کے لئے زیادہ نفع رساں ہوگا۔

الغرض آزادی ملے ۲۵ سال بیت گئے۔ ربع صدی کا یہ عرصہ کچھ معمولی نہیں۔ اب تو چھوٹے اور بڑے سب افراد کے دماغوں میں پختگی آجانی چاہیئے۔ سب کے خیالات کی دھارا بدل جانی چاہیئے۔

ہوشربا مہنگائی سے ملک کے کونے کونے میں ہاہاکار مچی ہوئی ہے۔ درآنحالیکہ ملک نے ہر میدان میں بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں ملک کی آبادی حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے۔ مگر نہیں دیکھتے کہ ذرائع آمد میں بھی تو کئی گنا زیادتی ہوئی ہے۔ ہم اپنے ہی اردگرد دیکھتے ہیں تو اس نوع کی ترقی میں نمایاں فرق پاتے ہیں۔ ملک کی وہ اراضیات جہاں سے پانچ چھ من ایکڑ کا غلّہ پیدا ہوتا تھا آج وہی زمین سونا اُگل رہی ہے۔ ساٹھ ساٹھ اسی اسی من فی ایکڑ کی پیداوار دے رہی ہیں۔ صنعتی ترقی ایک انقلاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ سڑکوں کا جال بچھا ہے۔ گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ کو بجلی نے بقعۂ نور بنا دیا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ گرانی روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ غریب طبقہ کی تنگ حالی کا تو کہنا ہی کیا اب تو متوسط درجہ کا آدمی بھی چلّا اٹھا ہے۔ ہم سب سمجھتے ہیں کہ یہ کورپشن ہے جو ملک کے چین کو برباد کر رہی ہے۔ سماجی بُرائیاں ہیں جو کئے کرائے پر پانی پھیر رہی ہیں۔ آخر یہ رشوت خور کون ہیں؟ اشیائے صَرف میں مصنوعی قلّت پیدا کرنے والے کون ہیں؟ لوٹ کھسوٹ کے طرح طرح کے حربے کون چلا رہا ہے؟ غریبوں کی محنت کا ثمرہ کون چھین لے جاتا ہے؟ غیر ملکی تو ربع صدی ہوئی یہاں سے بستر گول کر چکے یہ اس ملک کے باشندے ہی ہیں۔ یہ اسی سماج کے رُکن ہیں۔ شکل و صورت میں تو انسان ہیں مگر اپنے اعمال و افعال سے درندے۔ ظاہر میں صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ اپنے پیٹ کے پجاری مگر نیک اطوار سے عاری ہیں ——— !!

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ذِکرِ حبیبؑ

رقم فرمودہ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کا "ذکرِ حبیبؑ" کے موضوع پر رقم فرمودہ جو مضمون لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے پندرھویں سالانہ اجتماع کے دوسرے روز یعنی ۱۸ ر نومبر (نبوت) کو حضرت سیّدہ مریم صدّیقہ صاحبہ مدّظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے پڑھا قارئینِ بدر کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

مریم صدیقہ کہتی ہیں کہ کچھ ذکرِ حبیبؑ پر لکھوں یہ ذکرِ عزیز حبیبؑ ہے۔ مگر سوچتی ہوں کہ بارہا لکھ چکی ہوں۔ حضرت منجھلے بھائی صاحبؓ کو بھی کچھ روایات لکھ کر دیں اور حضرت چھوٹے بھائی صاحبؓ کو بھی۔ کچھ خود لکھیں کچھ اکثر زبانی سُنائیں۔ اب حیران ہوں کہ کیا لکھوں۔ بہت باتوں کی تکرار ہوگی۔

میری عمر کے ۱۱ سال اور ۲۴ روز کُل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارک میں گذرے تھے۔ اس عمر کے بچوں کو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ بچپن کی یادیں جو اکثر ذاتی باتیں لوگوں کے لئے معمولی مگر میرے لئے بیش بہا خزانہ ہیں۔ الحمد للہ کہ جو بھی یاد ہے بہت صاف اور سب میرے دل پر نقش ہے۔ گویا اس وقت بھی دیکھ رہی ہوں۔ سُن رہی ہوں۔ آپ کا بات کرنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ سونا۔ سوتے میں کروٹ لینا۔ ٹہلنا۔ لکھنا۔ غرض سب کچھ دل پر نقش ہے۔ حالانکہ پڑھنے میں بھی وقت گزرتا بڑا حصّہ دن کا۔ اور پھر کھیلنا بھی مگر جب بھی موقعہ ہوتا مَیں ضرور وہ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس گذارنا پسند کرتی تھی۔ کاش کہ اور زیادہ موقعہ ملتا۔ اکثر چھوٹی باتیں بھی آپ سے پوچھ لیتی تھی۔

ایک شام آسمان پر ہلکے ہلکے اَبر میں خوبصورت رنگ برنگ کی دھنک دیکھ کر ہم سب بچے خوش ہو رہے تھے۔ آپؑ اس وقت صحن میں ٹہل رہے تھے جو بعد میں اُمِّ ناصر کا صحن کہلاتا رہا ہے۔ مَیں نے کہا یہ جو کمان ہے اس کو سب لوگ (پنجابی میں) "مائی بڈھی کی پینگ" کہتے ہیں اس کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا اس کو عربی میں "قوس قزح" کہتے ہیں۔ مگر تم اس کو "قوس اللہ" کہا کرو۔ نیز فرمایا کہ "قوس قزح" کے معنی شیطان کی کمان ہے۔ یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہی ہے۔

ہمارے بچپن میں ایک کھلونا آتا تھا "لُک اینڈ لاف" "Look & Laugh" دُور بین کی صورت کا۔ اس میں دیکھو تو عجیب مضحکہ خیز صورت دوسرے کی نظر آتی تھی۔ جب یہ کھلونا لاہور سے کسی نے لاکر دیا۔ آپ کو یہ چیز مَیں نے دکھائی آپ نے دیکھا اور تبسّم فرمایا۔ کہا۔ اب جاؤ دیکھو اور ہنسو کھیلو۔ مگر دیکھو یاد رکھنا میری جانب ہرگز نہ دیکھنا۔ سب والدین بچوں کو تہذیب سکھانے کو ادب بڑوں کا سکھاتے ہیں مگر یہ ایک خاص بات تھی اللہ تعالےٰ کا فرستادہ نبی مؤدب بن کر بھی آتا ہے۔ اور خود اس کو اپنا ادب بھی اپنی ذاتی شخصیت کے لئے نہیں بلکہ اس مقام کی عزّت کے لئے جس پر اس کو کھڑا کیا گیا۔ اس ذات پاک و برتر کے احترام کی وجہ سے جس نے اس کو خاص مقام بخشا جس کی جانب سے وہ بھیجا گیا سکھانا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زبان میں معجزانہ اثر تھا۔ آپ نہ بات بات پر ٹوکتے نہ شوخیوں پر جھڑکنے لگتے۔ بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو۔ جس بات سے آپؑ نے منع کیا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھول کر بھی وہ بات پھر کی ہو۔ اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھ مغز پچّی کرو۔ بچّے ہیں، کہ چکنے گھڑے ہیں۔ اثر ہی نہیں ہو چکتا یا والدین کی زبانوں میں اثر نہیں رہا — وہ پیار بھری زبان معجز بیان کہ ایک بار کہا پھر عمر بھر کو اس بات سے طبیعت بیزار ہوگئی۔

مجھے اور مبارک احمد کو قینچی سے کھیلتے دیکھ کر تنبیہہ فرمائی۔ کیونکہ قینچی کی نوک اس وقت مَیں نے مبارک احمد کی طرف کر رکھی تھی۔ فرمایا کبھی کوئی تیز چیز قینچی چھری۔ چاقو اس کے تیز رُخ سے کسی کی طرف نہ پکڑاؤ۔ اچانک لگ سکتی ہے۔ کسی کی آنکھ میں لگ جائے، کوئی نقصان پہنچے تو اپنے دِل کو بھی ہمیشہ پچھتاوا رہے گا اور دوسرے کو تکلیف۔ یہ عمر بھر کو سبق ملا اور آج تک یاد رہے۔

ایک دفعہ کسی خاندان کے لڑکے نے کہا تھا اتنی سی بات پر آپ کیوں روکتی ہیں۔ کبھی اس رُخ سے کسی نے پکڑا دی تو کیا ہوگیا۔ مَیں نے اس کو بتایا کہ ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا دیا ہُوا سبق یاد ہے وہی دہرائیں گے۔

مَیں اور مبارک احمد آپؑ کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھے کھیل کھیل میں ایک دوسرے کو ٹانگیں مار رہے تھے۔ لڑائی نہیں تھی۔ کیونکہ ہم دونوں کا آپس میں بہت پیار تھا۔ فرمایا، کُشتی کرو بے شک، کھیلو مگر (میری طرف خصوصًا دیکھ کر) لڑکوں کے بدن کا ایک حصّہ ایسا نازک ہوتا ہے کہ ذرا سخت چوٹ لگ جائے تو موت کا ڈر ہوتا ہے۔ تم دونو کھیلو مگر خیال رکھو کہ کسی نازک جگہ کسی کو چوٹ نہ آئے۔

اِس بات سے بھی آپ نے روکا ہُوا تھا کہ کبھی ڈھیلا پتھر کسی کی جانب نہ پھینکو۔ کِسی کے بے جگہ لگ جائے۔ کسی کی آنکھ ہی پھُوٹ جائے۔ سر پھٹ جائے اس کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور ہمیشہ بچّوں کو اس امر پر روکا ٹوکا ہے۔ اپنے مبارک احمد نے ایک دفعہ مجھے کہا۔ آپا۔ آکر میرے ساتھ کھیلو۔ نہ پڑھو۔ اس وقت مَیں اور صالحہ بیگم مرحومہ جو بعد میں چھوٹی ممانی جان بنیں۔ ہم پڑھ رہے تھے۔ مَیں نے کہا۔ ابھی نہیں۔ مبارک نے ایک ڈھیلا کھینچ مارا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس وقت "حجرہ" میں تشریف رکھتے تھے۔ مَیں نے مبارک کے ڈرانے کو کہا۔ بتاتی ہوں ابّا کو۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہا۔ دیکھیں۔ مبارک نے ڈھیلا اٹھا کر ہماری طرف مارا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اس کو لاؤ یہاں میرے پاس۔ مَیں نے آکر کہا۔ چلو۔ مبارک ابّا بلا رہے ہیں۔ اس نے کہا اچھا۔ مگر آپا تم آگے آگے چلو۔ مَیں پیچھے پیچھے چلوں گا۔ جب مَیں قدم بڑھاؤں پلٹ کر دیکھوں تو مبارک اکڑوں بیٹھ جائیں۔ مجھے ہنسی آگئی۔ بات گئی گذری۔ آپ سے کہہ دیا کہ مبارک اب نہیں کرے گا۔ اس طرح مبارک کا اور میرا بچپن میں بہت پیار تھا۔ ہم کبھی نہ لڑے نہ جھگڑے۔ وہ مجھے آکر پیار سے لپٹ جاتا تو آپ فرماتے تھے۔ ان دونوں کے ناموں میں صرف "ہ" کا فرق ہے۔ اس لئے بہت پیار ہے ان میں۔

ایک دفعہ صوفی غلام محمد صاحب مرحوم غالباً علی گڑھ میں پڑھتے تھے کسی امتحان شاید بی۔ اے میں فیل ہوئے۔ خبر آئی۔ آپؑ نے افسوس سے ذکر فرمایا۔ مَیں پاس بیٹھی تھی۔ مَیں سُن کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ آپؑ نے فراست سے میرا ارادہ بھانپ لیا۔ اور فرمایا۔ تم عائشہ (بیوہ مولوی عبدالکریمؓ جن سے اُن کا نکاح ہو چکا تھا منسوب تھیں) کو بتانے جارہی ہو۔ یہ بُری خبر ہے۔ تم کیوں بُری خبر بتاؤ۔ کوئی اور بتا دے گا۔ وہ دن اور آج کا دِن ہمیشہ بُری خبر کسی کو پہنچانے سے اجتناب کیا ہے۔

عزیزہ امۃ السلام کا رشتہ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے بڑی چاہت سے مانگا تھا۔ مجھے بھی کہا کہ کہو جاکر یہ رشتہ ہمیں ضرور دے دیں۔ حضرت منجھلے بھائی صاحب نے اختیار حضرت خلیفہ ثانیؓ بڑے بھائی صاحب کو دے رکھا تھا۔ مگر آپ کو شرحِ صدر نہیں ہوتا تھا۔ مجھے کہا۔ میرا خیال ہے تم ادھر جاکر جواب انکار میں ہی ان کو دے آؤ۔ مجھ سے لکھ کر نہیں دیا جاتا (بڑے بھائی کا لحاظ اور خاطر ملحوظ تھا) مَیں نے کہا کہ ان کو رنج ہوگا۔ مجھے کسی کو بد خبر پہنچانے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بچپن میں روکا تھا۔ مَیں نہیں کہوں گی۔ کسی اور سے کہلوا دیں۔ پھر وہ رشتہ بعد میں ہوگیا تھا مگر حضرت بڑے بھائی صاحبؓ کو امۃ السلام بہت پیاری تھیں۔ ان کو خوف تھا کہ کسی وقت اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

حضرت اُمّ المؤمنینؓ بہت شفقت و محبت فرماتی تھیں۔ مگر آخر ماں تھیں۔ وہ تربیت اپنا فرض جانتی تھیں کبھی کبھی کہتی تھیں کہ اتنی ناز برداری لڑکیوں کی ٹھیک نہیں ہوتی۔ نہ معلوم کسی کی قسمت کیسی ہو۔ آپؑ فرماتے "تم فکر نہ کرو، خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے۔" یہ الفاظ آپؑ کے مجھے یاد ہیں۔ حضرت اماں جانؓ کو اکثر میرے رونے نہلانے کے وقت مَیں چیخ کر ابّا کو پکارتی۔ آپؑ کہتے نہ تنگ کرو۔ آپؑ فرماتیں لڑکی ذات ہے۔ بدن نہیں ملواتی۔ کہنیاں کالی رہ جائیں گی۔

آپ فرماتے نہیں رہے گی کالی۔ چھوڑ دو۔ یہ بھی فرماتے کہ لڑکی ہے۔ آخر ہمارے پاس چند دن کی مہمان ہے یہ کیا یاد کرے گی۔ یہی خاص خیال اور ناز برداری کہ ثر بھائیوں نے لیا تھا۔ ایک بات کوئی ذرا سی بات بھی ایسی یاد نہیں کہ کسی بھائی نے ستایا ہو۔ حضرت بڑے بھائی صاحبؓ کو تو مَیں بچپن سے ہی مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ جانتی تھی۔ جس وقت آپ موجود نہ ہوتے ان کے پاس فریاد کی اور انہوں نے فوراً میرا کہنا کیا۔

میری یادوں کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبتاً کمزوری کا زمانہ تھا۔ اکثر چکروں کا دورہ ہوتا۔ مگر آپ کی انتھک محنت کی مثال نہیں ملتی۔ باہر جانا ہے۔ نمازوں میں جانا ہے۔ مگر اس وقفہ میں آپ برابر تحریر کا کام کرتے رہتے اتنی مصروفیت اتنے کام پھر خدمت وغم اسلام کا بار کندھوں پر۔ اپنے مشن کی اہمیت کا اندازہ آپ سے بڑھ کر کس کو ہوگا۔ کام اور عشقِ صادق کا کام۔ ایمان کامل سچی لگن کا کام یقینِ کامل کہ مَیں مقرر کردہ ہوں خدائے برتر کا۔ خود اپنے کو سب سے بڑھ کر حق الیقین ہے پھر سوچنا چاہیئے کہ کتنا بڑا بار ہوگا جو باوجود اس امر پر ایمان کے کہ میرا مولا میرا معین و نصیر ہے۔ مگر جتنا ایمان و یقین جتنا عشق کا درجہ بڑھا ہو اتنا ہی احساسِ ذمہ داری اور لگن زیادہ ہوتی ہے۔ مگر آپ تھے کہ دل میں یادِ یار اور ہاتھ کارِ دوست میں دماغ بھی اس تصور میں ہے ہر لحہ پھر بھی اس کے مقرر کردہ انسانی حقوق و فرائض ہمیشہ احسن طریق سے بشاشت سے ادا فرمائے۔ حضرت امّ المومنینؓ کا انتہائی خیال ہے۔ ہر طرح (بے انتہا قدر تھی حضرت ام المومنینؓ کی آپ کے دل میں) بچوں پر شفقت ان کی ناز برداری اپنے مہمانوں اپنے پروانوں کا جو گھر بار چھوڑ کر اکثر دُنیا کے سارے رشتے توڑ کر اس شمعِ فروزاں کے گرد جمع تھے۔ ہر ضرورت کا ہر وقت خیال رکھنا۔ سوچیں تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص عطا کردہ رُوح کام کر رہی تھی۔ سبھی کو وقت دیتے تھے۔ کوئی دوا مانگنے آرہا ہے۔ آپ کام کرتے کرتے دوا دے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہندو عورتیں بھی اندر آجاتیں کوئی دوا مانگتی۔ کوئی اپنے کاکے کے سر پر ہاتھ پھیرنے کو کہتی کوئی کچھ۔ بہت کچھ یاد ہے کچھ لکھ چکی ہوں۔ میرا پلنگ بستر پاس بہت قریب ہی ہوتا تھا۔ اور اکثر میری آنکھ رات کو کھلتی۔ دیکھتی کہ آنکھیں بظاہر بند ہیں مگر لبوں پر سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم درود اور ذکر الٰہی جاری ہے مجھے پہچان ہوگئی تھی۔ آپ کے لبوں کی حرکت پہچان لیتی اور ہلکی سی آواز بھی سُن لیتی۔ سرہانے موم بتی کی روشنی رکھتے تھے۔ کئی بار دیکھا کہ اُٹھے ور لکھا۔ (جو الہام ہوتا صبح پتہ لگ جاتا تھا) پھر لیٹ جاتے۔

ایک دن دوپہر کو (کھانے سے قبل یا بعد میں ٹھیک یاد نہیں) آپ حجرہ میں آرام فرما رہے تھے حضرت والدہ صاحبہ (حضرت امّ المومنینؓ) اس وقت باہر احمدی خواتین کے پاس تھیں۔ مَیں جاکر آپ کے پلنگ پر بیٹھ گئی۔ بیوقوفی سمجھ لیں یا خوش قسمتی مَیں نے آپ کی پنڈلیوں پر دبانے کی نیت سے ہاتھ رکھ دیا۔ اس وقت آپ سیدھے لیٹے ہوئے تھے۔ یکایک ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی جو بیان میں نہیں آسکتی۔ آپ کی پنڈلیاں تھر تھر کانپنے لگیں۔ چہرہ پر ایک بہت خاص چمک اور سُرخی پیشانی پر پسینے کے قطرے کھڑے ہوگئے ہونٹ حرکت کرنے لگے جیسے کوئی غیر مرئی طاقت ان کو جنبش میں لا رہی ہے۔ نہ کوئی تکلیف کی نہ کرب کی علامت تھی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ کسی طاقت کا اس وقت آپ پر تصرّف ہے۔ جو ایک خاص رُوحانی سلسلہ ہے۔ بالکل ایک نو زائیدہ بچے کا چہرہ مبارک معصوم نظر آرہا تھا اس کیفیت کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں۔ اور کاغذ پر لکھا اور مجھے کہا جاؤ اپنے نانا جان کو بُلا لاؤ (قریب تھے اور اپنی امّاں کو۔ وہ مل گئے۔ مَیں بھاگ کر بلا لائی) آپ نے خاموشی سے وہ کاغذ نانا جان کی جانب بڑھا دیا۔ انہوں نے بلند آواز سے پڑھا۔

وہ یہ الہام تھا۔

"زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی"۔

یہ خاص الہام دن کا مَیں نے پوری الہامی کیفیت کے ساتھ دیکھا۔ جب نانا جان پڑھ چکے اور دہرایا گیا۔ پھر آپ نے خود دہرایا۔ ورنہ چند منٹ اس کے بعد آپ خاموش ہی رہے تھے۔ یہ مبارک الہام اور شاندار نزول اور کیفیت تھی جو مَیں نے دیکھی۔

تمام عالم کے طبیب سارے جہاں کے عالم اور سائنس دان اکٹھے ہو جائیں اور کہیں کہ یہ کیفیت ایک بیمار کی نعوذ باللہ ہو سکتی ہے۔ تو جنہوں نے اس قسم کی خاص کیفیت دیکھی اور آپ کو دیکھا آپ کے کام دیکھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت سے ان کے ایمان کو دنیا بھر مل کر بھی ہرگز متزلزل نہیں کر سکتی۔

پشاور میں گذشتہ سال زبانی کچھ باتیں بیان کیں لجنہ نے مجھے بُلایا تھا، یاد نہیں رہیں سب۔ مگر تین باتیں مَیں نے بیان کی تھیں وہ بھی مَیں لکھتی ہوں۔

آپ کی خاص باتیں۔ الہام اور ان کا پُورا ہونا زمانہ دیکھ چکا ہے۔ اور بہت کچھ دیکھنا باقی ہے۔ دیکھتے رہیں گے انشاء اللہ تمام دنیا اور نیک نصیب ہدایت بھی پائیں گے۔ باوجود ابلیس کی آخری زور کی کوششوں کے مگر یہ تین معمولی باتیں لکھتی ہوں جو حضرت اقدسؑ کی زبان سے نکلیں۔ اور بعد میں ان کو پُورا ہوتے دیکھا۔ ضرور ان الفاظ کے زبان پر آنے سے پہلے آپ نے دُعا بھی کی ہوگی۔ میرا ایمان ہے۔ کیونکہ آپ ہمہ وقت دُعا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے دعا پر جتنا زور دیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ مَیں بچہ تھی بالکل چھوٹی۔ جب بھی آپ نے مجھے کہا اور شاید کئی بار کہ جب تم آنکھ کھلے کروٹ لیتی ہو اس وقت ضرور دعا کر لیا کرو۔ مَیں اُٹھ نہ سکوں۔ بیمار ہوں۔ کچھ ہو۔ یہ عادت میری اب تک قائم ہے۔ دعا کرتے کرتے درود پڑھتے نیند آجاتی ہے۔ پھر آنکھ کھلے تو وہی سلسلہ۔ یہ سب آپ کے الفاظ کی برکت ہے۔

حضرت بڑے بھائی حضرت مصلح موعودؓ کی نسبت کسی گھر کے خیالات سُن کر عورتوں میں مشہور ہوگیا کہ شاید جو وہ لوگ چاہتے ہیں اور رشتہ اس خاص لڑکی سے ہو ہی جائے۔ بڑی بھابی جانؓ مغموم ہوگئیں۔ کسی سے سُن کر اور شاید رو پڑی تھیں۔ کسی نے ذکر کیا تھا۔ مَیں نے سُنا مغرب کا وقت آپ وضو کو اُٹھے۔ بھابی جان نے لوٹا آپ کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور پانی ڈالنے لگیں۔ مَیں پاس کھڑی تھی۔ آپ نے کہا فکر نہ کرو، محمودہ۔ میری زندگی میں تم پر سوکن نہیں آسکتی۔ یہ آپ کے الفاظ تھے کیسے پُورے ہوئے۔ الٰہی منشاء پُورا ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ مگر آپ کے بعد منجھلی بھابی جان مرحومہؓ بیاہی آئیں۔ ذرا شوخ تھیں۔ مائی تابی جس کی مسیح موعودؑ کو بہت خاطر منظور رہتی بیمار رہتی۔ برابر دوا دیتے اور بادام کا شیرہ ملتا تھا۔ وہ نیچے بیٹھی تھی۔ منجھلی بھابی جان نے سردہ کی پھانک کھا کر اوپر اوپر سے نیچے پھینک دی۔ اتفاق سے مائی تابی باہر نکل رہی تھی۔ ان کے سر پر لگی بغصہ والی بہت تھیں۔ فوراً منجھلی بھابی جان کو سر اٹھا کر گھورا اور کہا اینویں جائیں یا دِنجی جائیں، مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ یہی الفاظ تھے پنجابی کے جو شاید قدرت اللہ خاں مرحوم کی بیوی نے آپ کو بتائے۔ آپ کو بہت دکھ ہوا۔ مائی تابی کو کچھ نہ کہا۔ بلا کر اسی وقت اتنا کہا یہ مائی تابی کو نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ اس نے سرور سلطان کو بد دعا نہیں دی یہ بد دعا گویا اس نے میری نسل کو دی ہے۔ مجھے اس بات سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ دُعا بھی ضرور فرمائی ہوگی آپ نے۔ ان الفاظ کا نتیجہ ظاہر ہے کہ بفضلہ تعالیٰ انہیں کے بطن کی اولادوں سے حضرت منجھلے بھائی جان صاحبؓ کی نسل چل رہی ہے خدا کرے اُن کی نسل سے اور ہم سبھی سے خدا تعالیٰ کے عاشق بندے پیدا ہوتے جائیں اور ہمیشہ ایک سے ہزار ہوتے جائیں آمین۔ اور میری اب تک دعا رہتی ہے کہ خدا تعالیٰ مظفر احمد کو قیوم سے ایک بیٹا نیک با اقبال بخشے جس سے نیک خادمِ دین نسل بھی چلے۔ آپ سب بھی دُعا کریں۔

۳۔ مَیں چھوٹی سی تھی۔ بھائی پیار کرتے ہر کہنا مانتے۔ ادھر حضرت اماں جانؓ کا پیار اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی ناز برداریاں اور بے حد خیال رکھنا۔ مزاج خراب تھا۔ ایک ساتھ کھیلنے والی بچی نے کہنا نہ مانا۔ مَیں اس سے رُوٹھ گئی۔ اور چھوٹے بھائی حضرت مرزا شریف احمدؓ جو ساتھ کھیل رہے تھے مَیں نے کہا اس سے تم بالکل نہ بولنا۔ مَیں اس سے نہیں بولتی۔ چھوٹے بھائی صاحبؓ بھول کر اس سے بول پڑے۔ مَیں نے ایک چیخ ماری اور ہچکی کھائی۔ اتنا صدمہ ہوا کہ (رونے میں اکثر بچوں کے سانس رُک جاتے ہیں۔) سانس رُک گیا۔ حضرت اماں جانؓ بھاگ کر آئیں۔ گود میں اٹھا کر لائیں۔ دُکھ پوچھا کیا ہُوا وغیرہ۔ مَیں نے روتے ہوئے کہا کہ مَیں ایک لڑکی سے خفا تھی۔ مَیں نے روکا تھا۔ ہائے میرا بھائی ہو کر اس سے کیوں بولا۔ پھر رونے لگی۔ حضرت اماں جانؓ نے رونا شروع کیا کسی خاص جذبہ کے تحت۔ اور غالباً اس جذبہ کے تحت کیونکہ وہ بیچاری زخم خوردہ تھیں، مولویانی صاحبہ (حضرت مولوی عبد الکریمؓ کی بیوی) نے بھی رونا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غالباً عصر کی نماز کے بعد باہر سے تشریف لائے۔ اور یہ نقشہ آہ و زاری کا دیکھ کر گھبرا گئے اور اب تک مجھے یاد آتے آپ کہہ رہے تھے کیا مبارکہ کو چوٹ لگی اس کو تکلیف ہے بتاؤ۔ حضرت اماں جانؓ نے اس طرح مجھے گود میں لئے لئے روتے روتے بتایا کہ چوٹ نہیں لگی۔ مَیں اس لئے رو رہی ہوں کہ یہ بچی جو بھائیوں کے پیار میں کسی کی شرکت برداشت نہیں کر سکتی شریف ایک لڑکی سے بول پڑا جس سے بولنے سے اس نے روکا تھا۔ اور اس کی رو رو کر غشی کی سی حالت ہوگئی۔ ایسی پر اگر سوکن آجائے تو یہ کس طرح برداشت کرے گی۔

آپؑ نے فرمایا اور کافی بلند پُرجوش مگر تسلّی بخش آواز سے کہ:-

"اس پر ہرگز سوکن نہیں آئے گی۔ اس بات کا کوئی فکر نہ کرو۔"

سامنے چھوٹے بھائی بھورے بھورے بالوں والا سر ہلا ہلا کر کہہ رہے تھے مَیں تو بھول کر بولا تھا۔ مَیں تو بھول کر بولا تھا۔

خیر اس وقت میرا دل سب کی یادوں میں ایک خاص درد سے بھر گیا ہے۔ اچھا السلام علیکم رخصت خدا حافظ۔

یاد نہ کر دلِ حزیں بھُولی ہوئی کہانیاں

تکمیلِ اشاعتِ قرآن کی انقلاب انگیز عالمی تحریک

مہدیٔ موعودؑ کی نیم شبی دعاؤں کا شاندار ظہور!

"تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے ... اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیرّ کو اس کی روشنی سے شناخت کروگے" (فتح اسلام صفحہ ۴۷)

از مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب صدر قرآن پبلیکیشنز دارالھجرت ربوہ

مہدیٔ موعود کو اشاعتِ قرآن کا ربانی حکم

چونکہ قرآنِ مجید کے ذریعہ وحدتِ اقوامی کے قیام کی خدمت ازل سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین فرزندِ جلیل یعنی مہدیٔ موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ کی گئی تھی اس لئے حضور علیہ السلام کو اس زمانہ میں جبکہ ابھی آپ خلعتِ ماموریت سے سرفراز نہ ہوئے تھے درگاہِ رب العزت سے حکم ملا کہ دنیا بھر کو انوارِ قرآنی سے منور کریں چنانچہ آپ نے ۱۸۶۴-۶۸ء کے دوران ایک غیر مسلم وکیل کو (جسے آپ اُن دنوں قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے) بتایا:-

"آج رات میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ مجھ کو بارگاہِ ایزدی میں لے گئے اور وہاں سے مجھے ایک چیز ملی جس کے متعلق ارشاد ہُوا کہ یہ سارے جہان میں تقسیم کردو"

(تذکرہ طبع سوم صفحہ ۱۸)

حضرت مہدیٔ موعود ـــ اور قرآن کا جانگداز غم اور آپ کی پُرسوز دعائیں

حضرتِ احدیت سے عطا ہونے والا یہ مقدس اور آسمانی تحفہ قرآنِ عظیم تھا جس کی عالمگیر اشاعت کا بارِ گراں آپ کے کندھوں پر ڈالا گیا اور آپ عنفوانِ شباب ہی سے اشاعتِ قرآن کے زہرہ گداز غم، قلبی حزن و ملال اور کرب و درد میں مبتلا ہو گئے۔ آپ تن تنہا تھے اور پوری دنیا میں قرآن کریم پھیلانے کا کام بظاہر ناممکن تھا مخالفِ قرآن لٹریچر کی یلغار نے آپ کی کمر خم کر دی۔ مسلمانوں کی قرآن سے مہجوری و غفلت سے تڑپ کر آپ نے دیوانہ وار رُوحِ محمدی کو نصرت کے لئے بلایا اور اپنی بے بسی اور ذرائع کے فقدان کا تصور کرکے ربِّ جلیل کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ اور سجدہ گاہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی اس باطنی کیفیت کا نقشہ بایں الفاظ کھینچتے ہیں:-

بینم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلاست
کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے کسی کو بھی قرآنِ مجید کی اشاعت کا دلی فکر نہیں رہا۔

جانم کباب شد زِ غمِ ایں کتابِ پاک
چنداں بسوختم کہ خود امیدِ جاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہو گئی اور بس اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی امید نہیں

اے سیّد الوریٰ مددے وقتِ نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

اے مخلوقات کے سردارؐ! مدد فرما۔ یہ نصرت کا وقت ہے کیونکہ تیرے باغ میں کوئی بھی باغباں نہیں رہا۔

در رنج و درد مے گزرانیم روزگار
یا رب ترحمے دگر مہرباں نماند

ہم رنج اور درد میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اے ربّ رحم فرما کہ تیرے سوا ہمارا اور کوئی مہربان نہیں رہا۔

یا رب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدّراست
یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند

اے ربّ! کیا میری تقدیر میں ہی قرآن کا غم کھانا لکھا ہے؟ یا اس زمانہ میں میرے سوا اور کوئی واقفِ حقیقت ہی نہیں؟

نیم شبی دُعاؤں کا اعجازی اثر

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اس دردانگیز آہ و فغاں، المناک نالہ و بکا اور روز و شب کی پُرسوز دعاؤں کا اعجازی اثر آج تکمیل اشاعتِ قرآن کی اس تعجب خیز انقلاب انگیز اور عالمی تحریک کی شکل میں ہمارے سامنے ہے جس کا آغاز خلافتِ ثالثہ کے مبارک اور عہد آفریں دَور میں گزشتہ سال ہو چکا ہے۔ اور جو اوّلیں مراحل میں ہی نہایت برق رفتاری سے اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کی مصداق بنتی جا رہی ہے اور وہ وقت اب دُور نہیں جبکہ اس شجرۂ طیبہ کی وسعتیں شرق و غرب، اسود و ابیض، مسلم و غیر مسلم اور لامذہب و بامذہب سب پر محیط ہو جائیں گی۔ اور ارض و سما کے افق پر قرآن کا چاند اس شان سے صد نیّر ضیاء بن کر چمکے گا کہ کفر و الحاد کی سب ظلمتیں اور تاریکیاں ہمیشہ کے لئے پاش پاش ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

تحریکِ اشاعتِ قرآن کی نو بنیادی خصوصیات

امام ہمام حضرت فاتح الدین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ اس عظیم تحریک کی بعض اہم اور بنیادی خصوصیات حسبِ ذیل ہیں:-

پہلی خصوصیت

قرآنِ مجید کی عظمت کو دوبارہ دُنیا میں قائم کرنے کے لئے نقطۂ آغاز کے طور پر سادہ قرآن مجید۔ اردو ترجمہ تفسیر صغیر اور انگریزی ترجمۂ قرآن نہایت نفیس، نہایت دیدہ زیب اور نہایت دلکش اور حسین و جمیل صورت میں بڑے وسیع پیمانہ میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا جا چکا ہے اور پاکستان اور بیرونی ممالک میں اس کی خصوصی اشاعت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ اور مجاہدینِ احمدیت کمال بے جگری سے انوارِ قرآنی کی اشاعت کے لئے سرگرمِ عمل ہیں اس سلسلہ میں اب تک جو کامیابیاں ہو چکی ہیں ان کے پیچھے خالص خدائی تصرّف کارفرما نظر آتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ملائکۃ اللہ کی آسمانی افواج کا دلوں پر نزول ہو رہا ہے۔

دوسری خصوصیت

اسلام کے دورِ اوّل میں اشاعتِ قرآن کی مہم خلافتِ ثالثہ کے جس تاجدار کی سرکردگی میں جاری ہوئی اسے آج تک غنی کے مبارک اور شہرۂ آفاق خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت عثمان، غنی کہلاتے تھے... وہ مہاجن نہ تھے خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنے ہیں۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ جو مال خدمتِ دین کے لئے وقف ہو وہ اس کا نہیں.... وہ خدا کا مال ہے"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۸)

اسلام کے دورِ ثانی میں بھی خدا تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو وہ خدا نما وجود بخشا ہے جس نے قرآنی نعمت کو عام کرنے اور موجودہ ہوشربا گرانی کے زمانہ میں (الّا ماشاء اللہ) اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر اسے گھر گھر تک پہنچانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ حضور نے خطبہ جمعہ (فرمودہ ۷ ر وفا ۱۳۵۱ ہش۔ مطابق ۷ جولائی ۱۹۷۲ء) میں اپنے اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے یہ ایمان افروز اور رُوح پرور اعلان فرمایا کہ :-

"امتِ محمدیہ میں دراصل قرآنِ کریم کی اشاعت دو رنگ میں کی گئی ہے ایک اس کو تجارت کا مال بنا کر منڈی میں پھینکا گیا اور اس سے مادّی فائدہ اٹھایا گیا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے تاجر نہیں بنایا مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب بنایا ہے۔ اس واسطے میں نے تجارت نہیں کرنی میں کوئی تاجر نہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ قرآنِ کریم ہر آدمی کے ہاتھ میں پہنچا دیا جائے۔ اور یہ خواہش تبھی پوری ہو سکتی ہے جب ہم دنیا کی تجارت نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ سے تجارت کریں۔"

حق یہ ہے کہ خلافتِ ثالثہ کے دیگر بے شمار تجدیدی کارہائے نمایاں میں سے صرف اس ایک بے نظیر سنہری کارنامہ ہی کو دیکھا جائے تو اس مبارک عہد کی عظمتوں اور رفعتوں کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سچ فرمایا حضرت مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ :-

"صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا..... یہ امور ایسے نہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدیدِ دین کہا جائے..... تجدیدِ دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمۂ الٰہیہ کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اس کی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نِرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔

(فتح اسلام صفحہ ۹ حاشیہ طبع اوّل)

تیسری خصوصیت

اس آسمانی منصوبہ کے تحت شائع ہونے والے ترجمۂ قرآن کو یہ بے مثال خصوصیت، منفردانہ شان اور بلند پایہ عظمت حاصل ہے کہ اس ترجمہ کو عربی متن کے تابع کر دیا گیا ہے۔ یہ دنیائے ترجمۂ قرآن میں ایک عظیم الشان علمی تغیّر اور عدیم النظیر علمی انقلاب ہے جو مستقبل میں قرآن مجید اور عربی زبان کے حق میں دنیا بھر کے مفکروں، مدبروں اور دانشوروں

کے قلوب و اذہان میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ اور بالآخر اصحاب الیمین اصحاب الشمال کی ناروا پابندیوں سے آزاد ہو کر قرآن کی عالمگیر حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور قرآن مجید کا پیش کردہ آئین وحدتِ اقوامی عملاً جلد یا بدیر رائج و نافذ ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ وما توفیقنا الّا باللہ العلی العظیم۔

چوتھی خصوصیت

ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی رُوح اور جسم کا ذرّہ ذرّہ اسی عِلمِ فرقان میں ہر وقت گداز ہے جس کی نمایاں جھلک سیدنا المسیح الموعودؑ کے مقدس وجود سے نمایاں ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ کا حقیقی نصب العین اس عالمی تحریک کی صورت میں بالکل حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے ؎

صد بار رنقش ہا کُنم از خسرِی اگر
بینم کہ حُسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

چنانچہ حضور کا منشاء مبارک یہ ہے کہ ایشیا افریقہ یورپ اور آسٹریلیا میں بسنے والے ہر خاندان ہی نہیں بلکہ ہر فرد کے ہاتھ میں اسی کی زبان میں ترجمہ قرآن کریم پہنچا دیا جائے چونکہ انگریزی اس زمانہ میں مغربی اقوام کے سیاسی اثر و نفوذ اور اقتدار کے باعث ایک بین الاقوامی زبان بن چکی ہے اور قریباً ہر ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے سر دست قرآنِ مجید کے شاندار انگریزی ترجمہ کی نہایت وسیع اشاعت کی جا رہی ہے جس کے بعد خدا کی دی ہوئی توفیق سے ڈچ۔ جرمن سواحیلی۔ فرانسیسی اور روسی تراجم چھپوانے کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ سب تراجم سیدنا فضلِ عمر حضرت المصلح الموعودؓ کے زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔ اور آپ کے عہدِ مبارک کی شاندار اور غیر فانی علمی یادگار ہیں۔ اول الذکر تین تراجم خلافتِ ثانیہ میں شائع ہوئے اور ان کا مذہبی دنیا پر زبردست اثر پڑا

یہ سب تراجم انشاء اللہ جدید طرز کے آلات سے آراستہ پیراستہ ایک عمدہ پریس میں چھپنے شروع ہوں گے۔ جس کی ربوہ میں تنصیب کے انتظامات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنفسِ نفیس اپنی ذاتی نگرانی میں فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کے اس دینی مقصد کی تکمیل کے جلد از جلد سامان اپنی جناب سے پیدا فرمائے۔ آمین

پانچویں خصوصیت

اس طویل المیعاد منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضور کے قلبِ مبارک میں خدائی القاء کے تحت یہ شدید خواہش اور آرزو پیدا ہو چکی ہے کہ پانچ سال کے اندر اندر قرآن کریم کی دس لاکھ کاپیاں دس لاکھ گھروں تک ہر حال میں پہنچا دینی چاہئیں۔

چھٹی خصوصیت

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے جہاں ہمارے امام قیام پذیر ہیں۔ ہمارے اولوالعزم اور حافظِ قرآن خلیفۂ برحق کے عزائم تکمیلِ اشاعتِ قرآن کے باب میں حد درجہ بلند اور وسیع ہیں۔ فی الحال حضور کا کم از کم پروگرام یہ ہے کہ ملک کے ہر گاؤں میں ہمارا ایک قرآنِ کریم سادہ اور ایک اردو ترجمہ والا پہنچ جائے۔ اور پھر آہستہ آہستہ انوارِ قرآنی کا یہ دائرہ پہلے ہر خاندان اور پھر ہر باشندہ تک ممتد ہو جائے۔

ساتویں خصوصیت

اندرونِ ملک اشاعتِ قرآن کے نور کو ایک تنظیم سے پھیلانے اور اسے جلد سے جلد کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ایک مستقل نظامِ عمل اور ذرائع آمد کی نشاندہی کی ضرورت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ آسمانی فراست اور نورِ بصیرت سے یہ پُر حکمت فیصلہ فرمایا کہ ملک کی ہر تحصیل کے احمدیوں کو فوراً دو ہزار روپیہ کا ایک مستقل ریزرو فنڈ اس غرض کے لئے قائم کر لینا چاہیئے۔ [1]

آٹھویں خصوصیت

اس اجتماعی طریق کار کے علاوہ حضور نے احمدی مخلصین کو ان کی انفرادی ذمہ داری کے اعتبار سے یہ تاکیدی ہدایت دی ہے کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی اس سکیم کو زیادہ وسیع اور مفید بنانے کے لئے غیر از جماعت دوستوں سے بکثرت ملتے رہیں اور ان میں سے ہر سال دس نئے دوست بنائیں اور ان کے ہاتھ میں قرآنِ مجید کی کاپیاں رکھ دیں۔ اور جو متدین اور مخلص احمدی اصحاب اپنے بھائیوں میں سو سو کاپیاں تقسیم کر سکتے ہوں ان کو اس کارِ خیر میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیئے۔

نویں خصوصیت

حضرت امام الزمان علیہ و علیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام پر جناب الٰہی کی طرف سے انکشاف فرمایا گیا تھا کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"دُعا میں خدا تعالےٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۷-۲۸)

تحریکِ تکمیلِ اشاعتِ قرآن کی کامیابی کے لئے بھی امام وقت ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ کے ہر احمدی کو خصوصی دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ

"اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہماری کمزوریوں کے باوجود، مال کی کمی کے باوجود اور اثر و رسوخ کی کمی کے باوجود ہمیں اس کارِ خیر کی کما حقہٗ توفیق عطا فرمائے نیز یہ کہ

"اللہ تعالےٰ ہماری سُستیاں دور کرے میری صحت کے لئے بھی دعا کریں اور اس کام کے لئے بھی کہ جو میری ذمہ داریاں ہیں وہ میں نبھا سکوں"

(الفضل ۲۸ر نبوت ۱۳۵۱ ہش)

اللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

نسلِ اوّل کے عشاقِ قرآن کی بے مثال قربانیاں اور ان تک پہنچنے کا آسان راستہ

سطورِ بالا میں سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی جاری فرمودہ بابرکت تحریکِ اشاعتِ قرآن کی صرف چند بنیادی خصوصیات کا بطور نمونہ فقط اجمالاً تذکرہ کیا گیا ہے۔ ورنہ اس الہامی تحریک کی تفصیلات پر جتنا غور کیا جائے انسان ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتا ہے اور اس کے ثمرات و برکات کے لاتعداد اور غیر محدود گوشے باطنی اور روحانی آنکھ کے سامنے آ جاتے ہیں اور زبان بے ساختہ خدا کی حمد سے لبریز ہو جاتی ہے کہ مہدی معہود کے نافلۂ موعود، اور مصلح موعود کے فرزندِ جلیل کے طفیل اور برکت سے جماعتِ احمدیہ کے لئے قرآنِ مجید کے ان اولین خادموں عاشقوں اور فدائیوں کی صفوں تک رسائی کے لئے ایک نہایت مختصر آسان اور دائمی راستہ کھول دیا گیا ہے جو چودہ سو سال قبل قرآن کی امانت لئے مکہ اور مدینہ کی زمین سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اگرچہ ان کے سامنے رسل و رسائل کی بے پناہ مشکلات حائل تھیں۔ مگر خدا کے یہ شیر دنیا کی پُر شکوہ طاقتوں اور سلطنتوں سے ٹکرا گئے اور حد درجہ دشوار گزار اور پُر پیچ راہوں میں سے گزرتے، پُر ہول بیابانوں اور دہشتناک صحراؤں کو عبور کرتے، سمندر کو چیرتے اور سر بفلک پہاڑوں کو پھاندتے ہوئے بجلی کی طرح پہلی صدی ہجری کی معلوم دنیا تک جا پہنچے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں قوموں اور ملکوں اور شہروں بلکہ کروڑوں دلوں میں قرآن کے جھنڈے گاڑ دئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس گروہ کے جذبۂ اشاعتِ قرآن اور ان کے سرفروشانہ تبلیغی معرکوں پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت مسحور کن اور وجد آفریں الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ دعوت اسلام کے لئے ممالک مشرقیہ اور مغربیہ تک پہنچے اور ملتِ محمدیہ کی اشاعت کے لئے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا .... اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دَو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کاردوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدم گاہوں پر استوار و قائم رہتے تھے اور خدا کے لئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں میں تخلف نہ کیا اور زمین کی انتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے"

(نجم الہدیٰ)

خدائے رحیم و کریم کے احسانات جماعتِ احمدیہ پر

تحریکِ اشاعتِ قرآن کے اعلان کو کرۂ ارض پر جہاد بالقرآن کی روحانی جنگ کا بگل سمجھنا چاہیئے جس کے بعد دور دراز یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ اور روس نواز ممالک تک کا چپہ چپہ روحانی محاذِ جنگ میں تبدیل ہو چکا ہے اور قرآن کے علمی اور دینی ہتھیاروں سے کفر و الحاد کے خلاف ڈٹ کر معرکہ آرائی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ہم پر یہ عظیم فضل و احسان ہے کہ جہاں صحابہؓ کی راہ میں قرآن کو دنیا تک پہنچانے میں بیشمار رکاوٹیں اور دقتیں کوہِ گراں بن کر کھڑی تھیں، وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت کے اس آخری دور میں خدا تعالےٰ نے خود مخالفینِ قرآن کے ہاتھوں ایسی ایسی محیّر العقول ایجادات کروا دی ہیں جن سے قرآن مجید کے نہایت قلیل وقت میں بکثرت چھپنے اور فی الفور دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی زبردست سہولتیں میسّر آ گئی ہیں اسی طرح جہاں صحابہؓ کو اپنی جانیں اشاعتِ قرآن کی خاطر نچھاور کرنا پڑیں، وہاں اب خلیفۂ وقت کی طرف سے قرآن پھیلانے کے لئے احمدیوں سے جانیں پیش کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف اموال اور اوقات کی قربانی اور دعا کا مطالبہ کیا گیا ہے جو صحابہؓ کی جانفشانیوں اور جانثاریوں کے مقابل اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا جتنی حیثیت سمندر کے مقابل قطرہ کی ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود خدا نے وعدہ یہ فرمایا ہے کہ عاجزانہ راہوں سے کی جانے والی ان ناچیز اور حقیر مساعی میں وہ محض اپنے فضل و کرم سے بے پناہ برکت ڈالے گا اور تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی جنگ میں آخری فتح کا ثواب انہیں بھی

[1] جیسا کہ احباب حضور کے اس خطبہ جمعہ میں جو بدر ۱۸ میں شائع ہوا پڑھ چکے ہیں۔ اگرچہ ہندوستانی احباب ایسے شائع شدہ صحائف ذرائع کا انتظام نہ ہونے کے باعث نہیں منگوا سکتے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ بدر

ملے گا۔ اور وہ بھی خدا کے آسمانی دفتر میں مجاہدوں میں شامل کئے جائیں گے۔ بلا مبالغہ یہ ایسا سنہری موقع ہے جو الہٰی سلسلوں کی تاریخ میں صدیوں کے بعد ہی میسّر آتا ہے ؎

اک زماں کے بعد پھر آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

مبارک ہے وہ جو جہاد بالقرآن کی روحانی فوج میں شامل ہو کر خدا کے فضلوں اور برکتوں کا وارث بنے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے قرآنِ عظیم کی ترویج اور اسلام کی ترقی اپنے خلیفۂ راشد کے ہاتھ وابستہ کر دی ہے۔ جو شخص آپ کی سنے گا وہی جیتے گا اور خدا کی طرف سے رحمت کے غیر محدود دروازے ابد الآباد تک کے لئے اس پر کھولے جائیں گے۔

تحریکِ اشاعتِ قرآن اور ہمارا اجتماعی فرض

پس ہم میں سے ہر احمدی تاجر، ہر احمدی زمیندار، ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی وکیل، ہر احمدی کارخانہ دار، ہر احمدی مزدور، ہر احمدی کارکن، ہر احمدی دوکاندار، ہر احمدی پروفیسر اور ہر احمدی طالبعلم غرض کہ پاکستان میں بسنے والے ہر طبقہ کے چھوٹے بڑے بوڑھے جوان اور غریب و امیر احمدی کا فرضِ اولین ہے کہ وہ اپنے محبوب اور مقدس امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس انقلاب انگیز عالمی تحریک کے ہر پہلو پر اس والہانہ رنگ میں لبیک کہے کہ حضور کا قرآنِ کریم کے دس لاکھ نسخوں کے پھیلانے کا پنج سالہ منصوبہ بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو جائے اور پھر اس سکیم کی اگلی منزلیں اللہ کے فضل و کرم سے ایسی تیزی سے طے ہونی شروع ہو جائیں کہ کفر و شرک کی فوجیں سلسلہ احمدیہ کے قیام پر سو سال گزرنے سے پیشتر ہی نہ صرف قرآنی قلعہ پر حملہ کرنے کی دوبارہ جرأت نہ کر سکیں بلکہ بالآخر انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونا پڑے۔

حضرت مہدیٔ موعود کا پُرشوکت پیغام جماعتِ احمدیہ کے نام

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے نام روحانی قوت و طاقت سے بھرا ہُوا ایک پُرشوکت پیغام دیا تھا جس پر لفظاً لفظاً کاربند ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضور نے بہتر ۷۲ سال قبل ارشاد فرمایا:۔

"میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتب قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی فرقان کے بھی یہی معنے ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی ...

... اس لئے اب سب کتابوں کو چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے۔ اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے شغل و تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں ......

اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

نیز فرماتے ہیں:۔

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت
عذرے دگر نزا بکتاب لگاں نماند
اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی اگر آج کے دن تیرا دل قرآن کیلئے نہیں جلتا تو پھر خدائے احد کی درگاہ میں تیرا کوئی باقی نہیں رہا۔ اے بیخبر! خدمتِ فرقان کیلئے کمر باندھ لے اس سے پہلے کہ آواز آئے کہ فلاں شخص چل بسا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وہ پھول ——— جو مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان

ضروری نوٹ:۔ درویش بھائیوں میں سے وفات پاجانے والے مرحومین کے مختصر سے حالات پر مشتمل خاکسار کے مضامین بدر میں عرصہ سے شائع ہو رہے ہیں جن کا عنوان ہوتا تھا "گلدستہ ——— جس کے چند پھول مرجھا گئے" اب محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ڈی لٹ صدر شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی کے قیمتی مشورہ کے مطابق عنوان تبدیل کیا جا رہا ہے۔ آئندہ یہ مضامین انشاء اللہ "وہ پھول ——— جو مرجھا گئے" کے عنوان سے شائع ہوں گے۔ سابقہ شائع شدہ مضامین کا جو مجموعہ عنقریب کتابی صورت میں شائع ہوگا۔ وہ بھی اسی نئے نام سے شائع ہوگا
خاکسار فیض احمد گجراتی درویش قادیان

میجر محمد عبد اللہ خاں صاحب مرحوم اپنی نوعیت کا بہت ہی خوبصورت اور خوشبودار پھول تھے لیکن ایسا پھول جو اپنی خوشنمائی سمیت باغ کے کسی کونے میں زائرینِ گلستان کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ ؎

کھلا چمن میں مگر زینتِ چمن نہ بنا

وہ میری آپ کی دنیا سے بالکل الگ ایک نرالی دنیا کے مکین تھے۔ جہاں نہ غمِ امروز ہوتا ہے اور نہ فکرِ فردا۔ نہ این و آں کی بحث اور نہ من و تو کا جھگڑا ——— آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ بالکل مجذوب قسم کے انسان تھے۔ میٹرک تک تعلیم اپنے ہوش کے زمانہ میں پائی تھی۔ اور زمانۂ دیوانگی میں بھی وہ بہت سی ایسی باتیں کر جاتے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ بچپن میں بہت ذہین رہے ہوں گے لیکن قدرت کی بے نیازی کا شکار ہو گئے اور عین عالمِ شباب میں کسی بیماری سے دماغ ماؤف ہو گیا اور بقیہ قریباً ۵۵ سال کی عمر بھی اسی کیفیت میں گزری۔

گو وہ مرتے دم تک مجنون ہی رہے تاہم خاندانی نجابت کا اثر برقرار رہا۔ اور وہ بہت مہذب رہے جنون کے اثرات دماغ پر تو حاوی تھے لیکن زبان اور ہاتھ میں سرایت نہ کر سکے۔ نہ کبھی ایذا رسانی تک نوبت پہنچی نہ زبان درازی تک۔

ان کے نام کے ساتھ "میجر" کا لفظ ایک خطابی لفظ تھا جو خدا جانے کب کسی دوست نے ان کے نام کے ساتھ چپکا دیا تھا اور ایسا چپکا کہ ان کے نام کا جزو ہو کر رہ گیا تھا۔ بلکہ ان کے جنون کے باوجود ان کے لئے وجہ تفاخر تھا۔

"میجر صاحب! کوئی شعر سنائیے" جب بھی کوئی یہ فرمائش کرتا وہ اپنی شعروں کی پٹاری کھول بیٹھتے اور کئی شعر سنا دیتے۔ شعر بھی ایسے جو اچھے سٹینڈرڈ کے ہوتے۔ یہ عجیب بات ہے کہ دماغ ماؤف ہونے کے باوجود درجنوں اعلیٰ پایہ کے شعر ان کے حافظہ میں موجود تھے۔ ذوقِ شعر کی اس پاکیزگی سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایامِ فرزانگی میں کتنے باذوق رہے ہوں گے۔ ورنہ ایسے عمدہ شعر معمولی ذوقِ سخن کی گرفت میں نہیں آتے۔ پھر اشعار سناتے وقت ان کا لب و لہجہ بھی بہت صاف ہوتا تھا۔ وہ چند شعر تحت اللفظ سنا کر ہر فرمائش کرنے والے کی فرمائش پوری کر دیتے تھے۔

یہ ذوقِ شعر و ادب نسلی طور پر ان کے خون میں موجود تھا۔ شاید کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ میجر عبد اللہ صاحب ریاست رام پور کے مشہورِ زمانہ "علی برادران" کے خاندان میں سے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ میدانِ سیاست میں ہندوستان کے طول و عرض تک مولانا محمد علی شوکت علی کا طوطی بولتا تھا اور وہ گاندھی جی کے ہم پلہ سیاستدان تھے۔ مولانا محمد علی جوہر ہندوستان کی جنگ آزادی کے قافلہ سالار اور ایک شعلہ نوا خطیب تھے۔ انہی علی برادران کے بھائی حضرت مولوی ذوالفقار علی خاں گوہر تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت بخشی۔ اور آپ نے بیش بہا جماعتی خدمات کے باعث جماعتِ احمدیہ میں ایک ممتاز مقام پایا۔ رضی اللہ عنہ۔ ہمارے میجر صاحب انہی کے صاحبزادے تھے جنہیں ان کے جنون کے باوجود اللہ تعالیٰ نے درویشی کی سعادت سے نوازا۔

میجر صاحب مرحوم کثرت سے چائے نوشی کے عادی تھے۔ اپنا ایلومینیم کا کاسہ دن بھر ہاتھ میں رکھتے اور چائے کی دوکانوں کے سامنے کھڑے نظر آتے۔ اور چائے پیتے رہتے۔ سوائے چائے کی فرمائش کے کسی سے نہ بولتے البتہ فضاؤں اور خلاؤں سے محوِ گفتگو رہتے۔

جب انہیں ہوش ہی نہ تھا تو نمازوں کی فرضیت تو از خود ساقط ہو گئی تھی۔ بایں ہمہ خون کا اثر تھا یا نسلی جبلت کہ بازار میں کسی تختے یا چبوترے پر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے۔ اور بعض اوقات آیاتِ قرآنی تلاوت کر رہے ہوتے۔

میجر صاحب کی ایک خاص ادا نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ درویشی کا ۲۵ سال کا طویل زمانہ وہ محلہ احمدیہ کے اندر ہی رہے۔ حالانکہ اس قسم کے مجذوب بالعموم کسی نشانِ منزل کے بغیر آوارہ پھرتے ہیں۔ گویا مرحوم کے تحت الشعور میں وفاداری کا عنصر غالب رہتا تھا۔ عام صحت چونکہ اچھی رہی اس لئے ہمیشہ چلتے پھرتے رہے۔ البتہ وفات سے چند روز قبل بڑھاپے کی کمزوری نے چال ذرا دھیمی کر دی تھی۔ ۶ ردسمبر کو وفات کے روز صبح کے وقت دودھ پیا اور بستر سے ٹیک لگا لی اور روح قفسِ عنصری سے آزاد ہو گئی۔ چونکہ موصی نہ تھے اس لئے درویش بھائیوں کی ایک بڑی تعداد نے جنازہ پڑھ کر مرحوم کو عام قبرستان میں دفن کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہم پیشگوئیاں

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

"اگر کوئی غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں، ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں" (اربعین)

تمہید

اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ (سورۂ یونس) یعنی غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ (الحشر) وہ غیب اور حاضر کو جانتا ہے عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۂ الجن رکوع ۲) غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کر لیتا ہے۔ یعنی پیشگوئی کرنے کا مقام اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے قرب یعنی نبوت و رسالت کے بغیر ممکن نہیں ہے یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی کا مصداق ہوتا ہے۔ اور انبیاء کے گروہ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ان پر غیب کی باتیں جن کو پیشگوئیاں بھی کہتے ہیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ یہ درجہ تب ملتا ہے جب دَنٰی فَتَدَلّٰی کے مقام پر کوئی برگزیدہ پہنچے۔ اور جب تک ظلی طور پر انسانیت کی چادر کو پھینک کر الوہیت کی چادر کے نیچے اپنے آپ کو نہ چھپائے یہ مقام اسے نہیں مل سکتا۔ یا دوسرے الفاظ میں جب تک کوئی انسان مَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی کے درجہ پر نہ پہنچے اس وقت تک اسے پیشگوئی کی قوت نہیں مل سکتی۔

نبیوں اور غیر نبیوں کی پیشگوئیوں میں امتیاز

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک بلا استثناء تمام انبیاء علیہم السلام نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہو کر جو اس سے غیبی خبریں پائیں جو زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی اور یقینی دلیل اور ان کے منجانب اللہ ہونے کے لئے ایک واضح اور روشن ثبوت کے طور پر پیش کی جاتی رہی ہیں۔ چونکہ دنیا میں کئی لوگ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بھی پیشگوئیاں کرتے ہیں مثلاً مسمریزم اور علم توجہ کے ذریعہ خبریں دینے والے بزعم خود جنوں کو اپنے تابع بتانے والے یعنی عامل، فال بتانے والے، رمال، کاہن، قیافہ دان، منجم وغیرہ۔ اور بعض وقت ان کی باتیں بھی سچی نکل آتی ہیں تو پھر ان کی پیشگوئیوں اور اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دونوں میں ایک نمایاں فرق یہ ہوتا ہے

(۱) — اوّل تو ایسے لوگ صرف ظنی طور پر باتیں کرتے ہیں یقینی اور قطعی علم ان کو نہیں ہوتا ان کی اکثر خبریں سراسر بے اصل اور بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں۔

(۲) — دوسرے ان پیشگوئیوں میں عزت و قبولیت، نصرت اور کامیابی کے انوار نہیں پائے جاتے وہ خود محض طالب دنیا ہوتے ہیں۔ خدا کی طرف سے کوئی برکت۔ عزت اور نصرت ان کے شامل نہیں ہوتی مگر انبیاء اور اولیاء کرام کی پیشگوئیوں پر قبولیت اور عزت کے انوار آفتاب کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں اور ان کی پیشگوئیاں نصرتِ الٰہی کی بشارات پر مشتمل ہوتی ہیں۔

(۳) — اس کے علاوہ ایک فرق یہ بھی ہے کہ انبیاء نجومیوں کی طرح کسی نا معلوم فن، آلات یا قواعد کے ذریعہ اخبارِ غیبیہ نہیں بتاتے اور نہ غیب دان ہونے کا دعوے کرتے ہیں بلکہ پیشگوئی کرنا ان کا اصل مقصد نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے انبیاء کو بعض مصالح کے لحاظ سے بعض امور پیش از وقت بتلا دیتا ہے تا جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے وہ بوجہ احسن انجام پائے۔ پس تائیدات الٰہیہ اصل ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کی فرع۔ اور تائیدات قرصِ آفتاب کی طرح ہیں اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں۔ اور تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ تا معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں خاص تائیدیں ہیں معمولی اتفاق نہیں۔ اور نہ اتفاق پر محمول ہو سکتی ہیں۔ اور پیشگوئیوں کی تائیدات سے یہ فائدہ ہے کہ ان کا بزرگ پیوند سے ان کی شان بڑھتی ہے اور ایک بے مثل خصوصیت ان میں پیدا ہو جاتی ہے جو موید انِ الٰہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور ان جلیل الشان پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز ٹھہر جاتی ہے۔

آقا اور غلام کی پیشگوئیوں کی عظمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن مجید سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ نادان اور بد اندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے مگر افسوس ہے کہ ان آنکھ بند کر کے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جس قدر معجزات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی اگر ان کے مقابلہ میں رکھیں تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ اور قیامت تک اور اس کے بعد تک پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں سب سے بڑھ کر ثبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا۔ اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا۔ تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفتِ الٰہی سے بے نصیب ہیں روزِ روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔ کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانوں میں میرا مقابلہ کرے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزنمائی کی قوت کا ثبوت ہے کیونکہ یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات بھی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارقِ عادات مجھے دئے گئے ہیں۔ جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طور پر دعوت کر کے ظاہر کرے کہ وہ بھی اپنے اندر نبی متبوع کی قوتِ قدسی کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے نفوس طیبہ اور قوتِ قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا، خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیشگوئیوں (علم غیب) میں مقابلہ کے لئے چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے؟ کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے ہزارہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دینِ اسلام سچا ہے۔ میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا دامن وسعت

چنانچہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو دیکھتے ہیں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور تواتر کے ساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ انہیں پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ کی سچائی ایسے دن کی طرح نظر آتی ہے جس کا سورج نصف النہار پر ہو اور سچ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بلکہ حقیقتاً ان کی تعداد اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ اگر ان کو تقسیم کیا جائے تو کئی نبیوں کی نبوت ان سے ثابت ہو جائے۔ یہ پیشگوئیاں جو آپ نے کیں بعض سیاسی امور کے متعلق تھیں۔ بعض اجتماعی امور کے متعلق تھیں۔ بعض تغیراتِ جو کے متعلق تھیں۔ بعض مذہبی امور کے متعلق تھیں۔ بعض روحانی قابلیتوں کے متعلق تھیں بعض نسلی ترقی یا قطعِ نسل کے متعلق تھیں بعض تعلقاتِ رعایا و حکام کے متعلق تھیں بعض اپنی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقیات و غلبہ کے متعلق تھیں۔ بعض دشمنوں کی ہلاکت کے متعلق تھیں۔ بعض آئندہ دنیا کے حالات کے متعلق تھیں۔ غرض انفس و آفاق میں عالمگیر

سطح پر خدا تعالےٰ نے آپؑ کو یہ علم بخشا اور آپؑ سے اعلان کروایا تا اس زمانہ کے لوگ ان پیشگوئیوں کو پورے ہوتے دیکھ کر اپنے ایمانوں میں ایسی تازگی محسوس کریں گویا کہ انہوں نے از سر نو خدا کے وجود کو دیکھا اور پایا۔ خاکسار اس محدود وقت میں صرف چند پیشگوئیوں کو اختصار سے پیش کر سکتا ہے جس سے سامعین کرام اور جن تک یہ تقریر پہنچے وہ اندازہ کر سکیں گے کہ واقعی خدا جو اس زمانہ میں لوگوں کی بداعمالی اور گمراہی کی وجہ سے دنیا سے پوشیدہ ہو گیا تھا اس نے پھر اپنے تئیں ظاہر کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

آں خدا کہ از خلق و جہاں بے خبر اند
او بمن جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں سُننے والوں کو تاکید

قبل اس کے کہ خاکسار پیشگوئیاں بیان کرے خاکسار اس تعلق سے جو حضور علیہ السلام نے سامعین کو تاکید فرمائی ہے وہ حضور ہی کے الفاظ میں پیش کرتا ہے

"سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو۔ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا۔ اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس اس قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ)

پہلی پیشگوئی: تاریخ بیان پیشگوئی ۱۸۷۴ء

حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ گورنمنٹ انگریزی میں وہ پنشن پاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ چار سو روپیہ انعام ملتا تھا۔ اور چار گاؤں زمینداری کے تھے۔ پنشن اور انعام ان کی ذات تک وابستہ تھے اور زمینداری کے دیہات کے متعلق شرکا کے مقدمات شروع ہونے کو تھے۔ اتنے میں وہ قریباً ۸۵ برس کی عمر میں بیمار ہو گئے اور پھر بیماری سے شفا بھی ہو گئی۔ کچھ خفیف سی زحیر باقی تھی ہفتہ کا روز تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ مجھے کچھ

[...]ی ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ [...]م ہوا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ [...] کے معنے مجھے یہ سمجھائے گئے کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی [جو] غروب آفتاب کے بعد پڑے گا اور [د]ل میں ڈالا گیا کہ یہ پیشگوئی میرے [و]الد کے متعلق ہے۔ اور وہ آج ہی غروب آفتاب کے بعد وفات پائیں گے۔ اور یہ قول خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور ماتم پرسی کے ہے۔ اس وحی الٰہی کے ساتھ ہی میرے دل میں بمقتضائے البشریت یہ گزرا کہ ان کی وفات سے مجھے بڑا ابتلاء پیش آئے گا۔ کیونکہ بوجہ آمدنی ان کی ذات سے وابستہ ہیں وہ سب ضبط ہو جائیں گی۔ اور زمینداری کا حصہ کثیرہ شرکا لے جائیں گے اور پھر نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مقدر ہے۔ میں اس خیال ہی میں تھا کہ پھر ایک دفعہ غنودگی آئی اور یہ الہام ہوا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ پھر اس کے بعد میرے دل میں سکینت نازل کی گئی اور نماز ظہر کے بعد میں نیچے اترا اور جون کا مہینہ اور سخت گرمی کے دن تھے اور میں نے جا کر دیکھا کہ میرے والد صاحب تندرست کی طرح بیٹھے تھے۔ اور نشست و برخاست اور حرکت میں سہارے کے محتاج نہ تھے اور حیرت تھی کہ آج واقعہ وفات کیونکر پیش آئے گا۔ لیکن جب غروب آفتاب کے قریب وہ پاخانہ میں جا کر واپس آئے۔ تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پلنگ پر بیٹھنے کے ساتھ ہی غرغرہ نزع شروع ہو گیا۔ شروع غرغرہ میں مجھے انہوں نے کہا۔ دیکھا یہ کیا حالت ہے اور پھر آپ ہی لیٹ گئے۔ اور بعد اس کے کوئی کلام نہ کی۔ اور چند منٹ میں ہی اس ناپائدار دنیا سے گزر گئے۔ آج تک جو دس اگست ۱۹۰۲ء ہے مرزا صاحب مرحوم کے انتقال کو اٹھائیس برس ہو چکے ہیں بعد اس کے میں نے مرزا صاحب کی تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے وہ وحی الٰہی جو تکفل الٰہی کے بارہ میں ہوئی تھی یعنی اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ اس کو ایک نگینہ پر کھدوا کر وہ مہر اپنے پاس رکھی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ خارق عادت طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور نہ صرف میں بلکہ ہر

ایک شخص جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے جبکہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ زندگی بسر کرتا تھا وہ گواہی دے سکتا ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کے وقت میں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا باہر کے لوگوں میں بجز دو چار آدمیوں کے کون کہہ سکتا ہے کہ میں جانتا تھا ان کی وفات کے بعد خدا تعالےٰ نے اس طور سے میری دستگیری کی اور ایسا میرا متکفل ہوا کہ کسی شخص کے وہم اور خیال میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہے ہر ایک پہلو سے وہ میرا ناصر اور معاون ہوا۔ مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی مگر اب تک اس نے کئی لاکھ آدمی کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو خود پوچھ لو کہ کس قدر اس نے روپیہ بھیجا میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں۔ اب ایمانا کہو کہ یہ معجزہ ہے یا نہیں۔"

(نزول المسیح صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸)

آج اس پیشگوئی پر ۱۰۰ سال گزر چکا ہے۔ نہ صرف خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلکہ حضورؑ کے درخت وجود کی روحانی و جسمانی شاخیں، خصوصاً جنہیں حضورؑ کے دلی محبتوں کے گروہ میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہے اس پیشگوئی کی صداقت پر زندہ گواہ ہیں بلکہ وہ سب ان کے فیوض سے علیٰ قدر مراتب فیض یافتہ ہیں۔ اور جس طرح حضورؑ نے اس پیشگوئی کو انگوٹھی پر کندہ کروایا تھا لاکھوں لاکھ احمدی اس عظیم الشان پیشگوئی کو حضورؑ کی سنت کی اتباع میں اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ والی انگوٹھی کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور ان کی زبانیں خدا تعالےٰ کی حمد کے ترانے حضورؑ کے ہی مبارک الفاظ میں گنگناتی ہیں ؎

ازید بفضلہ یوماً فیوماً
واصلی قلب منتظر الوبال

حضورؑ کی جسمانی و روحانی نسل کو اس قدر مولےٰ کریم کی دستگیری کا احساس ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

(باقی)

اعلانِ نکاح

عزیزی بی ایم خلیل احمد صاحب ابن بی ایم بشیر احمد صاحب آف بنگلور کے نکاح کا اعلان عزیزہ نصیرہ بیگم صاحبہ دختر مکرم عنایت اللہ صاحب نسیم آف بنگلور کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر مورخہ ۱۲/۲/۷۳ کو مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب و عشاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ احباب کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار شیخ عبدالحمید عاجز ناظر جائداد قادیان

-: درخواستِ دُعاء :-

کشمیر سے مسلسل موسم کی خرابی۔ شدید برفباری اور زلزلے کی وجہ سے مکانات کے گرنے کی خبریں آ رہی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے موسم ٹھیک فرمائے اور کشمیر کو مسلسل موسمی خرابیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

خاکسار سعید احمد ڈار آف آسنور حال مقیم قادیان

ضروری تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۱۸ جنوری ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۹ پر امتحان کتاب سیرۃ طیبہ کا نتیجہ شائع ہوا ہے۔ اس میں جماعت قادیان کی ایک امیدوارہ کا نام بشریٰ بیگم شائع ہوا ہے۔ یہ نام امۃ الحبیب صاحبہ اور صادقہ پروین صاحبہ کے درمیان ہے۔ اصل نام مبشرہ بیگم قریشی ہے۔

اسی طرح صفحہ ۱ کے کالم ۲ میں جماعت احمدیہ کنی پورہ کشمیر کے ایک دوست کا نام سدید احمد شائع ہوا ہے۔ اصل نام سریر احمد ہے۔

احباب تصحیح فرمالیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا: - مکرم برادرم سیٹھ محمود احمد صاحب دگاوب ربڑ ورکس کلکتہ کار کے حادثہ میں زخمی ہونے کے بعد ابھی تک زیر علاج ہیں احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

خاکسار فیض احمد گجراتی درویش قادیان

حضرت بابا نانک جی رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن پر گوردوارہ سنگھ سبھا اسلام آباد میں عظیم اجتماع

احمدی وفد کی شرکت اور حضرت باباجی کی سیرت پر شاندار لیکچر

پردھان سنگھ سبھا اور دوسرے سکھ دوستوں کی طرف سے احمدی مبلغ کے لیکچر پر خراج تحسین!

مرتب کردہ مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ

ملک بھر میں شری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن پر عظیم اجتماعات ہوئے مکرم و محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز انچارج مبلغ صوبہ کشمیر کو سرینگر اور سیوہ ترال سے ان اجتماعات میں شرکت اور لیکچر دینے کے پیغامات بہت پہلے آئے تھے چونکہ ہر جگہ ایک ہی دن ایک ہی وقت یہ اجتماعات ہونے تھے لہٰذا ہر جگہ شرکت کرنا دشوار تھا اس لئے انچارج صاحب نے خاکسار اور مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس کو مٹن اور سیوہ میں جانے کی ہدایت کی۔ میں چونکہ ان دنوں وقف جدید کا دورہ کر رہا تھا اور میں اس کام کو زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ لہٰذا میں نے مولوی صاحب سے معذرت کی۔ چنانچہ آپ نے ہاری پاری گام سے چند خدام کو مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ کے ساتھ بعد دعا کے روانہ کیا۔ اجتماعی مکرم امیر احمد صاحب درویش نے کرائی۔ اور یہ وفد سیوہ کے لئے روانہ ہو گیا اور ہمارا وفد سرینگر کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ اڑھائی بجے ہم گوردوارہ سنگھ سبھا پہنچ گئے اس وقت چونکہ گرنتھ صاحب کا پاٹھ ہو رہا تھا لہٰذا ہم نے کچھ دیر انتظار کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز فاضل کا نام پردھان سنگھ سبھا نے اناؤنس کیا۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی درخواست کی۔

چنانچہ مکرم مولوی صاحب موصوف نے تشہد و تعوذ کے بعد اپنا اور ہمارا تعارف کرایا اور بتایا کہ ہم لوگ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کا یہ عقیدہ ہے کہ ان مجالس میں بیٹھنا ثواب کا موجب ہوتا ہے اور ہم ہر مذہبی پیشوا گورو اوتار نبی کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اذا جاءکم کریم قوم کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ہر ایک مذہب اور فرقے کے گورو اوتار کی عزت کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں اور موجودہ زمانہ کے گورو اور ریفارمر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ہمیں اس کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

حضرت بابا گورو نانک کا ظہور

اس کے بعد آپ نے ظہر الفساد فی البر والبحر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جب پنجاب میں فساد ہی فساد تھا اور لوگوں کے دلوں سے خدا کی محبت محو ہو چکی تھی اور اچھے برے کی تمیز ختم ہو چکی تھی۔ ذات پات کی بری بیماری عروج پر تھی اللہ تعالےٰ نے حضرت باباجی کو اصلاح مخلوق کے لئے اس علاقہ میں مبعوث فرمایا۔ آپ ولی اللہ تھے اور آپ نے سچائی اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کا اپدیش دیا۔ لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلایا اور کہا

اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہے سمائے
دوجا کاہے سمرئے جو جمے تے مر جائے

اس کے بعد آپ نے بتایا کہ باباجی نے ذات پات کی بری لعنت سے قوم کو نجات دلائی کالے گورے کا امتیاز مٹایا اور اعلان کیا

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

اتحاد کی تعلیم

اس طرح آپ نے ہندو سکھ مسلم اتحاد کو برقرار رکھا اور اتحاد اور اتفاق پر زور دیا اور اختلاف اور پھوٹ کے نقصانات بتا کر اس کی پُرزور مذمت کی۔ فرمایا

ملیے کی مہماں برن نہ ساکوں نانک پرے پریلا

یعنی میں اتحاد اور ملاپ کی تعریف بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ دور سے دور اور بلند سے بلند ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

مکرم مولوی صاحب نے فرمایا کہ آج ہم آپ کے اس اجلاس میں شرکت کر کے خوش ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ہم ثواب میں شریک ہوئے دوسری طرف مامور زمانہ یعنی موجودہ زمانہ کے گورو کی تعلیم بھی یہی ہے۔ آپ نے حضرت صاحب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کیا اور بتایا کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت بابا نانک رح کے بارہ میں فرمایا ہے ؎

بود نانک عارف مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا

یعنی بابا نانک صاحب معرفت الٰہی کے خزانہ اور روحانی بھیدوں کو ظاہر کرنے والے تھے اسی طرح آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ؎

یقیں ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور

یعنی یہ ایک یقینی بات ہے کہ بابا صاحب کو خدا نے آکاش بانی سے نوازا تھا۔

مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم بیان فرما رہے تھے تو تمام سکھ حاضرین وجد میں آ رہے تھے۔ اسی طرح آپ نے حضرت صاحب کے مندرجہ ذیل ارشاد کا خلاصہ بیان کیا

"ہمیں باوا صاحب کی بزرگیوں اور عزتوں میں کچھ کلام نہیں۔ اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں جو ان کی شان میں کوئی نالائق لفظ منہ پر لائے یا توہین کا مرتکب ہو"
(ست بچن)

حضرت بابا نانک کا خدا سے تعلق

آپ نے بتایا کہ حضرت باباجی ابتدا سے ہی خدا سے ملے ہوئے تھے اور آپ جدھر خدا سے کامل تعلق رکھتے تھے ادھر آپ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے تھے۔ آپ مکہ گئے۔ آپ نے السلام علیکم کہا اور مسلمان بزرگوں کی عزت و تکریم کی۔ اور قرآن کی عزت کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو خدائے واحد لاشریک سے کامل تعلق تھا اسی وجہ سے آپ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے تھے۔ حضرت محمد دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ آپ کا تعلق باللہ کا ان الفاظ پتہ لگ سکتا ہے۔

جیسا میں آوے خصم کی بانی تیرا کری
گیان دے لالو۔

یعنی خدا تعالےٰ سے علم پا کر ہی میں علم و معرفت کی باتیں بیان کرتا ہوں

ملک میں اتحاد کی ضرورت

حالات کے پیش نظر آپ نے جماعت احمدیہ کی تعلیم کا خلاصہ بھی بایں الفاظ بیان فرمایا کہ اس وقت ملک کو اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے۔ شری بابا نانک جی مہاراج نے ہمیں اتحاد کی تعلیم دی ہے آج ہمارے ملک میں منافرت کی جو آگ بھڑک رہی ہے ہمیں ضرورت ہے کہ اس کو دور کریں اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ہر نبی اوتار کی عزت کریں شری گورو نانک جی نے اس منافرت کو دور کرنے کے لئے کیا ہی خوب فرمایا تھا

کہو نانک میں پنچ کرم ہاں
شر نیرے کی راکھو لِ سرماں

آپ نے فرمایا کسی مذہب کے پیغمبر ریفارمر یا بزرگ نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی کہ مذہب کی آڑ لے کر ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اور انسانیت کا جنازہ نکالو۔ مجھے افسوس ہے کہ انگریزوں نے سکھ مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی طرف سے یہاں تک کہلوایا کہ مسلمان میرے دشمن ہیں میں نے انہیں مارنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے جو ان کے دوست ہیں وہ میرے نہیں اور جو میرے دوست ہیں وہ ان کے نہیں۔

اب آپ لوگ خود اندازہ لگائیں کہ وہ بزرگ جس کا اپدیش یہ تھا

جانے چھوٹ گیو برم ارکا
تے آگے ہندو کیا ترکا

یعنی جس نے غیریت کا پردہ چاک کیا اس کے آگے ہندو مسلم ایک جیسے ہیں۔ کیا وہ یہ تعلیم دے سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ یہ انگریز سامراج کی چال تھی تاکہ سکھ مسلم اتحاد جو ان کے لئے ایٹم بم کی حیثیت رکھتا تھا ٹوٹ جائے۔ پس آج ہمیں یہ نہیں سوچنا ہے کہ یہ ہندو ہے وہ مسلم اور وہ سکھ۔ بلکہ یکجہتی اور اتحاد قائم کرنا ہے تاکہ ملک ترقی کرے۔ آخر میں مولوی صاحب نے باباجی کی تعلیم کو مختصراً پیش کرتے ہوئے احسن پیرائے میں اپنی تقریر ختم کی۔

ریمارکس

پردھان جلسہ نے ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا شری غلام نبی صاحب نے آج ہمارے اس بڑے دن میں جس جوش اور عقیدت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہم کسی بھی صورت میں اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ آپ نے شری گورو گرنتھ صاحب کی پوری تعلیم کا نچوڑ ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور ہماری اس دکھتی رگ کو پکڑ لیا ہے کہ ہم کو شری گورو نانک کے ان اپدیشوں پر پورا وشواش اور محبت ہے تو ہمیں ان پر عمل کرنا چاہئیے

سنگھ سبھا سے واپسی پر ہندو سکھ دوستوں نے ہمیں محبت سے رخصت کیا اور لیکچر کی تعریف کی۔

ماہِ جنوری ۱۹۷۳ء کے رسالہ "راہِ امن" میں شائع شدہ دو خطوں کا ترجمہ

مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

―― (۱) ――

رسالہ راہِ امن کی دسمبر اشاعت ملاحظہ میں آئی۔ عید الاضحیٰ کے بارے میں آپ کے خلیفہ کا اعلان پڑھا۔ عالمی مسلمانوں کے مابین اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لئے آپ کی کوششوں کو سراہے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سنٹرل جیل میں تبلیغ کے بارے میں پڑھ کر خوشی ہوئی۔ مبارکباد قبول ہو۔ خلیفہ صاحب کے خطبہ کا ایک فقرہ "جب تک تمہارے قلوب مسلمان نہیں ہوتے تم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے"۔ پڑھ کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ صرف ایک ہی فقرہ میں کتنا عظیم الشان مضمون پیش فرمایا ہے!!

سُنّی رسالہ "الرحمت" کے لئے جو جوابی مضمون لکھا ہے پڑھا۔ اس میں ایڈیٹر صاحب رحمت کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ ان کی نگاہ صرف ان کے شہر (Pettai) تک ہی محدود ہے باہر کی دُنیا سے وہ بے خبر ہیں۔ یہ فقرہ ان کے متعلق ایک بہترین Nose - cut ہے۔ برادرم ابو البشریٰ نے نہایت دلچسپ انداز میں اور نزاکت سے اُن کے ہر اعتراض اور الزام کا دنداں شکن جواب دیا ہے۔

ایڈیٹر الرحمت کے خیال کے مطابق عیسیٰ نبی نے آکر تمام صلیبوں کو ظاہری طور پر توڑتے پھرینگے اور سُوروں کو قتل کرتے رہیں گے تو اُن کی آمد کے وقت مدافعانہ قانون کی رُو سے سب سے پہلے الرحمت کے ایڈیٹر جیسوں کو گرفتار کر کے رکھ دینا چاہیئے۔ تاکہ بدامنی نہ پھیلے۔

حقیقتِ قرآن سے ناآشنا یہ جاہل مولوی لوگ مُرغی کے پَر پہلو میں باندھ کر اُڑنے کی کوشش کر کے نیچے گر کر پَیر توڑنے والوں کے مشابہ ہیں۔ ان لوگوں کے حال پر افسوس کرنا بھی گناہ ہے!!

میری طرح اَوروں کی بھی یہ رائے ہے کہ تامل ناڈو میں جتنے بھی دینی رسائل نکلتے ہیں ان میں رسالہ "راہِ امن" کو ایک اچھوتا اور بلند مقام حاصل ہے دعا ہے کہ ہر جہت سے یہ ترقی کی طرف بڑھتا رہے۔

Gananaprakasham
Madras - 26.

―― (۲) ――

راہِ امن کی پچھلی اشاعت بھی حسبِ سابق بہت شاندار رہی۔ ایڈیٹر رحمت کو جواب پڑھا۔ بھائی ابو البشریٰ نے بہترین جواب دیا ہے۔ تبلیغی جماعت کو اذان جماعت (نماز کو بُلانے والی جماعت) کا نام دے کر ان لوگوں کا اچھا تعاقب کیا ہے۔

عامۃ المسلمین کو دھوکا میں ڈالنے والے سفید پگڑی والے مُلّاں لوگوں کو رسالہ راہِ امن کی وجہ سے مسلسل سر درد پیدا ہو گیا ہے۔

آپ کے امام صاحب کے خطبہ میں مذکور ہے کہ "اسلام کی فتح و نصرت کے لئے آپ اپنے آپ کو قربان کریں"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اور اُن کی جماعت کو دُنیا کے مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں اور اسلام کی فتح اور ترقی کے متعلق کتنی فکر لاحق ہے۔ سارا خطبہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مولوی محمد عمر صاحب کا مضمون "نبی کریم صلعم کے بعد نبی نہیں آسکتے"۔ کی تیسری قسط پڑھنے کے بعد میرے دِل میں ایک نیا خیال پیدا ہوا ہے۔ خدا کی طرف سے جتنے بھی انبیاء آتے رہے ہیں سب خدا کی نعمتیں ہوتے ہیں۔ انہوں نے دُنیا کے سامنے بہترین نمونے پیش کئے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح دوبارہ آئیں گے اور آپ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے بعد نبی آ سکتے ہیں۔ یسوع مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کے لئے آئے تھے لیکن نبی کریمؐ ساری دنیا کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کی تعلیم مکمل اور رہتی دُنیا تک کے لئے ہے۔ اس عظیم نبی کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے مسلمانوں کی اصلاح صرف بنی اسرائیل کے لئے آئے ہوئے یسوع مسیح سے کس طرح ممکن ہے۔ اس لئے ایک ایسے شخص کی ہمیں یقیناً ضرورت ہے جو بین الاقوامی تعلیمات کا حامل ہو۔

آپ نے اعلان کیا تھا کہ اگلی اشاعت میں "صوت القرآن" رسالہ کا جواب دیا جائے گا۔ یہ اعلان پڑھ کر مَیں نے مذکورہ رسالہ خرید کر پڑھا۔ آپ کے خلاف شائع شدہ مضمون پڑھ کر مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بے دنوفوں اور جاہلوں کو آج کل "علماء" کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس رسالہ نے کسی قسم کی دلیل یا ثبوت کے بغیر الزام تراشیاں کی ہیں۔ جو شخص بھی حق و صداقت کے خلاف لکھے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ جھوٹ کی کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔ حق و صداقت کی راہ ہی امن کی راہ ہے۔

مَیں نے اپنی طرف سے صوت القرآن رسالہ کو ایک چِٹھی لکھی ہے اس کی نقل آپ کو بھیج رہا ہوں۔ —— مبارکبادی قبول ہو۔

Piraiyanban
Palayam Kottai
(Tirunelveli)

یہ دونوں چِٹھیاں لکھنے والوں نے اپنے صحیح نام سے نہیں لکھے اس لئے یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ یہ مسلم ہیں، ہندو ہیں یا کیا ہیں۔

افادیتِ ایمان

حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقع پر فرمایا:

"مَیں اخبار کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے ہمسایوں کے ایمانوں کے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبارات خریدیں"۔

(مینیجر بدر قادیان)

یومِ جمہوریتِ ہند ―― بقیہ ادارِیہ صفحہ (۲)

یومِ جمہوریت ہمیں ان سب قسم کی سماجی برائیوں کے قلع قمع کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور اچھا اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں لانے کی ہر بھارت واسی کو دعوت دیتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا یومِ جمہوریت آتا اور گذر جاتا ہے۔ اور اپنے پیچھے ملک واسیوں کو سب قسم کی صورتِ حال کی اصلاح کی دعوت دے جاتا ہے۔ اب یہ مادرِ وطن کے سپوتوں کا کام ہے کہ وہ ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور کسی دوسرے کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے لئے فلاح و بہبود کے کاموں میں جُٹ جائیں۔ اس لئے کہ ان کو ملک میں وہ نظام ملا جو عوام کا ہے اور عوام ہی اس کے لئے تانا بانا ہیں ―― !!

بہشتی مقبرہ قادیان

اِس مقدس قبرستان میں کامل الایمان۔ راست باز اور خوش قسمت احمدی ہی دفن ہوتے ہیں، جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ نظامِ وصیت میں شمولیت اختیار کر کے اور اشاعتِ دین کے کاموں میں اپنے اموال بے دریغ خرچ کر کے اور شرک و بدعت اور محرمات سے پرہیز کرتے ہوئے سچے۔ صاف مسلمان کے طور پر تقویٰ کی زندگی بسر کی ہوتی ہے۔ اور دُنیا میں بھی بہشتی زندگی پا لیتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں رقم فرماتے ہیں کہ:-

"واضح ہو کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنے جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"۔

ہر احمدی مرد اور عورت کو وصیت کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

ہر جماعت کے فرد کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک بجٹ کو پُورا کرنا ہے۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام۔ حصّہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے۔ اور اُن کی باقاعدگی کے لئے تاکید کرتے ہوئے حضورؑ نے یہاں تک فرمایا ہے:-

"کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور یا لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"۔

اس لئے عہدیداران و سیکرٹریانِ مال اور مبلغینِ کرام کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دُنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

درویش فنڈ

وہ خوش قسمت احباب جنہوں نے اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اپنے درویش بھائیوں کی مدد فرمائی ہے اللہ تعالےٰ ان کے مال میں برکت دے۔

اہلِ ثروت احباب کے علاوہ باقی دوست بھی صرف -/۱۲ روپے سالانہ ادا کر کے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مقدس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔

جن مخلصین نے درویش فنڈ میں وعدے کر رکھے ہیں، وہ جلد ادائیگی کر کے ممنون فرماویں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

جماعتِ احمدیہ ہندوستان کیلئے ضروری اعلان

بابت انتخاب ۱۹۷۴ء و ۱۹۸۰ء

(۱) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں مجلسِ مشاورت میں جو فیصلہ ہوا تھا اس کی روشنی میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم مئی ۱۹۷۴ء کے بعد جماعت ہائے احمدیہ کے امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران کے بارہ میں جو انتخابات ہوں گے ان میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(الف) موجودہ امراء و صدر صاحبان کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے صرف اسی صورت میں پیش ہو سکیں گے کہ انہیں قرآن کریم ناظرہ آتا ہو۔ اور اپنی جماعت کے کم از کم تینتیس ۳۳ فیصد کو قرآنِ کریم پڑھوا دیا ہو۔

(ب) دیگر عہدیداروں کے نام بھی دوبارہ انتخاب کے لئے صرف اسی صورت میں پیش ہو سکیں گے جبکہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتے ہوں۔

نئے انتخابات میں ابھی سوا سال کا عرصہ باقی ہے۔ تمام عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کے معیار کو پورا کرنے کی پوری کوشش فرمائیں۔ انتخابات سے پہلے موجودہ عہدیداروں کے بارہ میں معلومات حاصل کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ تاکہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل حرف بحرف کی جا سکے۔

(۲) یہ بھی احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ فیصلہ جات بالا کے مطابق ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۰ء کے انتخابات کے لئے عہدیداروں کا قرآنِ کریم باترجمہ جاننا ضروری ہوگا۔ اس لئے جو عہدیدار اس وقت قرآن مجید ناظرہ جانتے ہیں وہ ابھی سے اس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ فرمائیں۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

اسلامی اصول کی فلاسفی کا ملیالم ترجمہ

احبابِ جماعت کو بالعموم اور احبابِ جماعت جنوبی ہند کو بالخصوص اس اطلاع سے خوشی ہوگی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے ملیالم زبان کے ترجمہ کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوگیا ہے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو سرانجام دینے والوں کی خدمت میں برکت ڈالے اور اس کو قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔

دیگر صوبہ جات والے دوست بھی اپنی زبانوں میں اس کی اشاعت کا انتظام کریں۔ اور نظارت کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق حضور علیہ السلام اور خلفاءِ کرام اور علماءِ سلسلہ کی کتب کی اپنے علاقہ کی زبانوں میں اشاعت کا نظارت ہذا سے مشورہ کے بعد انتظام کریں۔ نظارت ہذا اس سلسلہ میں مالی اور دیگر نوع کی ہر ممکن معاونت کرے گی۔ (ناظرِ دعوۃ و تبلیغ قادیان)

درخواستِ دعا

خاکسار ماہ مارچ میں M.B.B.S. کے پہلے پروفیشنل (1st Professional) امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ تمام بزرگانِ سلسلہ، احبابِ جماعت اور درویشانِ کرام سے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: اعجاز احمد خان بارہ پورہ
میڈیکل کالج سری نگر

بدر کا آئندہ پرچہ

جلسہ سالانہ ربوہ کی ایمان افروز روئداد بدر کے آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

آگے بڑھیں اور وقفِ جدید کے نئے سال کے وعدے بڑھ چڑھ کر پیش کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے اپنی قربانیوں کے معیار کو اونچا کرے جماعت کی قربانیاں اور اللہ تعالیٰ کا پیار ہمارے سامنے ہے...... یہ محض خدا کا فضل ہے جو اس نے اپنے وعدہ کہ ان کے اموال میں برکت دی جائیگی کے نتیجہ میں جماعت پر کیا۔ ان کی حقیر قربانیوں کے نتیجہ میں جو ایک روپیہ انہوں نے دیا اس کے بدلہ میں ان کو اور ان کے خاندانوں کو دس ہزار روپیہ سے بھی زائد خدا نے دیا ...... اللہ تعالیٰ کا فضل بڑی وضاحت سے یہ شہادت دے رہا ہے کہ تم ایک روپیہ میری راہ میں خرچ کرو۔ میں دس ہزار روپیہ تمہیں دوں گا۔

پس آگے بڑھیں اور وقفِ جدید کے نئے سال کے وعدے بڑھ چڑھ کر پیش کریں اور جو دوست ابھی تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہیں۔ اُن کو چاہیئے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد جو حضور نے وقفِ جدید کے بارہ میں فرمایا تھا کہ خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس مقصد کو بہرحال پورا کروں گا، اپنے سامنے رکھیں"

احبابِ جماعت اپنے وعدہ جات کی مکمل فہرست دفتر ہذا میں جلد ارسال فرما کر ممنون فرمادیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ولادت

مورخہ ۱۶ جنوری کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ موصوف پرانے درویش ہیں۔ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ ایک سال قبل اندورہ (کشمیر) میں شادی ہوئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور درویشانِ کرام کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ۱۶ جنوری بروز عیدالاضحیہ لڑکا عطا فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور نومولود کو خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

خاکسار: شبیر احمد ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA — 1

تار کا پتہ "Autocentre" فون نمبرز 23—1652 23—5222